



No. 40, 41

16, 23rd October 1958

Vol. 7



Hazrat Imam Jamat E-Ahmadiyya coming out of the Town Hall, Hamburg (Germany) after the welcome address in 1955.



(MASJID FAZAL LONDON) 1924



The Ahmadiyya Mosque, Nairobi (East Africa)

ہفت روزہ پرتو پانچ - مورخہ ۱۷ اکتوبر ۱۹۵۸ء

ہمارا جلسہ لانہ

قادیان میں جماعت کا یہ ۶۷ واں جلسہ
 سالانہ منعقد ہوا ہے۔ آج سے ۶۸
 سال قبل ۱۹۱۰ء میں سیدنا حضرت مسیح
 موعود علیہ السلام نے اپنے مقدس
 پاکر میں روحانی اجتماع آغاز فرمایا جس
 کے انعقاد میں تمام زور روحانی اعزاز
 و مقصد نظر ہے۔ اور خدا کے فضل سے
 یہ عملہ اعزاز میں باہم دھجہ پڑھی چوری چوری
 اہم بھی طور دنیا کے گوشوں سے ہمت
 اور حوصلے سے سمجھنے لگے آئے ہیں۔ اس
 طرح یہ اجتماع بجا ہے خود سیدنا حضرت
 مسیح موعود علیہ السلام کی صدائے کلام کا ایک
 واضح نشان ہے۔ آج سے ۶۸ سال قبل
 ۱۸۸۸ء میں جسکے آپ نے اس زمانہ کا
 موعود اور مصلح ہونے کا دعویٰ کیا۔
 تو خدا آٹا لے لے اپنے اہل باطن میں سناپ
 کر ایک عظیم الشان اشارت دی اور فرمایا۔

الا انتم انتم اللہ تعالیٰ
 یا قیام من کل خیر عظیم
 یا قون من کل خیر عظیم
 خود اور ہو کہ خدا کی مدد سے
 قریب سے وہ قادر ہے
 دور کی راہ سے بھی پہنچے گی
 اور اس کثرت سے لوگ جو وطن
 آئیں گے کہ میں راہوں پر وہ
 پیسے گئے وہ عظیم ہوں ہیں گے
 یہ اس زمانہ کی پیش گوئی ہے۔ جبکہ حضورؐ
 کا حلقہ لغات حدود و حدود ہوتا تھا۔ اور
 قادیان کی سرحد کا یہ حال تھا کہ ایک
 یکتا ہی اسی پر چلنا شاذہ غار کے قلم
 میں تھا۔ ایسے وقت میں اس طرح کی خبر
 دینا کہ آتش کی لگنا ہی کی حالت پائی ہے
 گی۔ اور ہزار ہا مخالف آپ کے پاس
 پہنچیں گے اور ہزار ہا لوگ دور دراز
 ملکوں کا سوکر کے حضور سے ملنے کے
 لئے آئیں گے یہ یقین عالمہ الغیب خدا
 کی ہستی کی موٹی بھی جڑ تھی جسے اس زمانہ میں
 روز روشن کی طرح سمجھا جاتا ہے ہر
 سخن پر چشم خود شاہد ہوا کرتا ہے۔

اسی پہلو سے تو اسی پیش خبری کی عظمت
 اور بھی بظاہر جاتی ہے جبکہ وہ بھیجے ہیں کہ
 حضور کے دعوے سے ماوریت کے بعد ہمارا
 زمانہ کی طرف سے منافقت کوئی نہ کرنا
 نہ کر کی گئی۔ اس لئے سے عاصمہ الناس کی آپ سے
 مروی ہے اور باز کر کے گئے کی طرف چلی
 گا اور وہ گناہانہ انسانی فعلی شہادت سے
 بنا ہوا کہ آپ کے پیچھے اس کی تائید و لغت
 کا زور سے ہاذا تھا۔ در نہ نماز نماز کو کھڑے
 الا انتم انتم اللہ تعالیٰ
 یا قیام من کل خیر عظیم
 یا قون من کل خیر عظیم
 خود اور ہو کہ خدا کی مدد سے
 قریب سے وہ قادر ہے
 دور کی راہ سے بھی پہنچے گی
 اور اس کثرت سے لوگ جو وطن
 آئیں گے کہ میں راہوں پر وہ
 پیسے گئے وہ عظیم ہوں ہیں گے
 یہ اس زمانہ کی پیش گوئی ہے۔ جبکہ حضورؐ
 کا حلقہ لغات حدود و حدود ہوتا تھا۔ اور
 قادیان کی سرحد کا یہ حال تھا کہ ایک
 یکتا ہی اسی پر چلنا شاذہ غار کے قلم
 میں تھا۔ ایسے وقت میں اس طرح کی خبر
 دینا کہ آتش کی لگنا ہی کی حالت پائی ہے
 گی۔ اور ہزار ہا مخالف آپ کے پاس
 پہنچیں گے اور ہزار ہا لوگ دور دراز
 ملکوں کا سوکر کے حضور سے ملنے کے
 لئے آئیں گے یہ یقین عالمہ الغیب خدا
 کی ہستی کی موٹی بھی جڑ تھی جسے اس زمانہ میں
 روز روشن کی طرح سمجھا جاتا ہے ہر
 سخن پر چشم خود شاہد ہوا کرتا ہے۔

اسی پہلو سے تو اسی پیش خبری کی عظمت
 اور بھی بظاہر جاتی ہے جبکہ وہ بھیجے ہیں کہ
 حضور کے دعوے سے ماوریت کے بعد ہمارا
 زمانہ کی طرف سے منافقت کوئی نہ کرنا
 نہ کر کی گئی۔ اس لئے سے عاصمہ الناس کی آپ سے
 مروی ہے اور باز کر کے گئے کی طرف چلی
 گا اور وہ گناہانہ انسانی فعلی شہادت سے
 بنا ہوا کہ آپ کے پیچھے اس کی تائید و لغت
 کا زور سے ہاذا تھا۔ در نہ نماز نماز کو کھڑے
 الا انتم انتم اللہ تعالیٰ
 یا قیام من کل خیر عظیم
 یا قون من کل خیر عظیم
 خود اور ہو کہ خدا کی مدد سے
 قریب سے وہ قادر ہے
 دور کی راہ سے بھی پہنچے گی
 اور اس کثرت سے لوگ جو وطن
 آئیں گے کہ میں راہوں پر وہ
 پیسے گئے وہ عظیم ہوں ہیں گے
 یہ اس زمانہ کی پیش گوئی ہے۔ جبکہ حضورؐ
 کا حلقہ لغات حدود و حدود ہوتا تھا۔ اور
 قادیان کی سرحد کا یہ حال تھا کہ ایک
 یکتا ہی اسی پر چلنا شاذہ غار کے قلم
 میں تھا۔ ایسے وقت میں اس طرح کی خبر
 دینا کہ آتش کی لگنا ہی کی حالت پائی ہے
 گی۔ اور ہزار ہا مخالف آپ کے پاس
 پہنچیں گے اور ہزار ہا لوگ دور دراز
 ملکوں کا سوکر کے حضور سے ملنے کے
 لئے آئیں گے یہ یقین عالمہ الغیب خدا
 کی ہستی کی موٹی بھی جڑ تھی جسے اس زمانہ میں
 روز روشن کی طرح سمجھا جاتا ہے ہر
 سخن پر چشم خود شاہد ہوا کرتا ہے۔

اسی پہلو سے تو اسی پیش خبری کی عظمت
 اور بھی بظاہر جاتی ہے جبکہ وہ بھیجے ہیں کہ
 حضور کے دعوے سے ماوریت کے بعد ہمارا
 زمانہ کی طرف سے منافقت کوئی نہ کرنا
 نہ کر کی گئی۔ اس لئے سے عاصمہ الناس کی آپ سے
 مروی ہے اور باز کر کے گئے کی طرف چلی
 گا اور وہ گناہانہ انسانی فعلی شہادت سے
 بنا ہوا کہ آپ کے پیچھے اس کی تائید و لغت
 کا زور سے ہاذا تھا۔ در نہ نماز نماز کو کھڑے
 الا انتم انتم اللہ تعالیٰ
 یا قیام من کل خیر عظیم
 یا قون من کل خیر عظیم
 خود اور ہو کہ خدا کی مدد سے
 قریب سے وہ قادر ہے
 دور کی راہ سے بھی پہنچے گی
 اور اس کثرت سے لوگ جو وطن
 آئیں گے کہ میں راہوں پر وہ
 پیسے گئے وہ عظیم ہوں ہیں گے
 یہ اس زمانہ کی پیش گوئی ہے۔ جبکہ حضورؐ
 کا حلقہ لغات حدود و حدود ہوتا تھا۔ اور
 قادیان کی سرحد کا یہ حال تھا کہ ایک
 یکتا ہی اسی پر چلنا شاذہ غار کے قلم
 میں تھا۔ ایسے وقت میں اس طرح کی خبر
 دینا کہ آتش کی لگنا ہی کی حالت پائی ہے
 گی۔ اور ہزار ہا مخالف آپ کے پاس
 پہنچیں گے اور ہزار ہا لوگ دور دراز
 ملکوں کا سوکر کے حضور سے ملنے کے
 لئے آئیں گے یہ یقین عالمہ الغیب خدا
 کی ہستی کی موٹی بھی جڑ تھی جسے اس زمانہ میں
 روز روشن کی طرح سمجھا جاتا ہے ہر
 سخن پر چشم خود شاہد ہوا کرتا ہے۔

اسی پہلو سے تو اسی پیش خبری کی عظمت
 اور بھی بظاہر جاتی ہے جبکہ وہ بھیجے ہیں کہ
 حضور کے دعوے سے ماوریت کے بعد ہمارا
 زمانہ کی طرف سے منافقت کوئی نہ کرنا
 نہ کر کی گئی۔ اس لئے سے عاصمہ الناس کی آپ سے
 مروی ہے اور باز کر کے گئے کی طرف چلی
 گا اور وہ گناہانہ انسانی فعلی شہادت سے
 بنا ہوا کہ آپ کے پیچھے اس کی تائید و لغت
 کا زور سے ہاذا تھا۔ در نہ نماز نماز کو کھڑے
 الا انتم انتم اللہ تعالیٰ
 یا قیام من کل خیر عظیم
 یا قون من کل خیر عظیم
 خود اور ہو کہ خدا کی مدد سے
 قریب سے وہ قادر ہے
 دور کی راہ سے بھی پہنچے گی
 اور اس کثرت سے لوگ جو وطن
 آئیں گے کہ میں راہوں پر وہ
 پیسے گئے وہ عظیم ہوں ہیں گے
 یہ اس زمانہ کی پیش گوئی ہے۔ جبکہ حضورؐ
 کا حلقہ لغات حدود و حدود ہوتا تھا۔ اور
 قادیان کی سرحد کا یہ حال تھا کہ ایک
 یکتا ہی اسی پر چلنا شاذہ غار کے قلم
 میں تھا۔ ایسے وقت میں اس طرح کی خبر
 دینا کہ آتش کی لگنا ہی کی حالت پائی ہے
 گی۔ اور ہزار ہا مخالف آپ کے پاس
 پہنچیں گے اور ہزار ہا لوگ دور دراز
 ملکوں کا سوکر کے حضور سے ملنے کے
 لئے آئیں گے یہ یقین عالمہ الغیب خدا
 کی ہستی کی موٹی بھی جڑ تھی جسے اس زمانہ میں
 روز روشن کی طرح سمجھا جاتا ہے ہر
 سخن پر چشم خود شاہد ہوا کرتا ہے۔

احمدیہ جلسہ لانہ قادیان ۱۹۵۸ء

از قلم قاضی محمد طہور نالین صاحب انکس۔ دہلی

خدا کے فضل سے یہ جلسہ لانہ آج سے
 پندرہ دنوں سے قادیان میں چل رہا ہے اور
 میں لگاتار کوئی ایک ہفتے سے قادیان میں
 زبان گدڑی کر رہا ہوں۔ زبان گدڑی کرنے پر
 مقابلہ برپا ہوتا ہے۔ وہ آواز دہی کے کھانے
 ہیں، خوف مرتان کو دیکھنا چاہیے۔ میں
 میدان ہونے کا تاہم یہ دعویٰ کرتے ہیں
 ہمارا ادائیگی کر کے آتا ہے کہ آج
 دم تقریر کو کیا قبول کرتے ہیں۔ مزے
 میں جب بھی دیکھتا ہوں اس میں برچاندہ جو
 عداوت دن میں لڑتے ہیں اور اس کا
 مسیح و عیسائی اور دو کا دلیرانہ آواز ہے

کہ وہ دور دراز سے آئے ہیں اور
 حقیقت میں یہ ہے کہ یہ شخص جو
 حضرت مسیح علیہ السلام کے حضور
 کا اندازہ نہیں ہے اور حضور صلیب
 کے مبارک ہاتھ پر آنے والا ہر مکان کو
 شہادۃت اعظمیٰ شام کیا جانا چاہیے
 علاوہ اس بات بھی خاص طور پر
 مہربان ہے کہ اللہ کو چھوڑ کر
 تمام اصناف میں جماعت احمدیہ کے
 اجتماع کو ایک امتیاز حاصل ہے۔ جبکہ یہ
 اجتماع خاص طور روحانی اعزاز و مقاصد
 کے لئے مقرر کیا گیا ہے۔ اور ہم اس یقین
 پر قائم ہیں کہ اس وقت اللہ تعالیٰ نے
 اس میں ایسی غیر معمولی برکت دی ہے کہ
 سے یہ سلسلہ کا کاروبار ہے۔ اور
 سوائے ایک نامیہ و تہذیب کے ہر
 اصحاب جماعت کو اپنے اندر کوئی
 باہمی سنیے کا موقع ملتا ہے۔ اور
 دایمی برچاندہ میں سارا ایمان
 لوتے ہیں۔

اسی پہلو سے تو اسی پیش خبری کی عظمت
 اور بھی بظاہر جاتی ہے جبکہ وہ بھیجے ہیں کہ
 حضور کے دعوے سے ماوریت کے بعد ہمارا
 زمانہ کی طرف سے منافقت کوئی نہ کرنا
 نہ کر کی گئی۔ اس لئے سے عاصمہ الناس کی آپ سے
 مروی ہے اور باز کر کے گئے کی طرف چلی
 گا اور وہ گناہانہ انسانی فعلی شہادت سے
 بنا ہوا کہ آپ کے پیچھے اس کی تائید و لغت
 کا زور سے ہاذا تھا۔ در نہ نماز نماز کو کھڑے
 الا انتم انتم اللہ تعالیٰ
 یا قیام من کل خیر عظیم
 یا قون من کل خیر عظیم
 خود اور ہو کہ خدا کی مدد سے
 قریب سے وہ قادر ہے
 دور کی راہ سے بھی پہنچے گی
 اور اس کثرت سے لوگ جو وطن
 آئیں گے کہ میں راہوں پر وہ
 پیسے گئے وہ عظیم ہوں ہیں گے
 یہ اس زمانہ کی پیش گوئی ہے۔ جبکہ حضورؐ
 کا حلقہ لغات حدود و حدود ہوتا تھا۔ اور
 قادیان کی سرحد کا یہ حال تھا کہ ایک
 یکتا ہی اسی پر چلنا شاذہ غار کے قلم
 میں تھا۔ ایسے وقت میں اس طرح کی خبر
 دینا کہ آتش کی لگنا ہی کی حالت پائی ہے
 گی۔ اور ہزار ہا مخالف آپ کے پاس
 پہنچیں گے اور ہزار ہا لوگ دور دراز
 ملکوں کا سوکر کے حضور سے ملنے کے
 لئے آئیں گے یہ یقین عالمہ الغیب خدا
 کی ہستی کی موٹی بھی جڑ تھی جسے اس زمانہ میں
 روز روشن کی طرح سمجھا جاتا ہے ہر
 سخن پر چشم خود شاہد ہوا کرتا ہے۔

حضرت یحییٰ موعود علیہ السلام کی صداقت میں آسمان کی شہادت

اسمعوا صَوْتِ السَّمَاءِ جَاءَ الْمَسِيحُ جَاءَ الْمَسِيحُ

نیز بشنوا زین ام امام کا مگر ! (الطیلبیہ المؤمنین)

(از مکمل مولوی مسیح اللہ صاحب انجیل احمد علیہ السلام بمبئی)

معرفت الہی اور اسباب طبعیہ ہوتے ہیں خدا کے وہ انحال جو ایک صادق حقیقی کی طرف اشارہ کرتے ہیں اور جن پر زبرد و تفسیر کیے جاتے ہیں باری تعالیٰ کا علم حاصل ہوتا ہے۔ بعثت انبیاء کے بعد وہ علم معرفت کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔

خدا کی وہ مخلوق جو اس کے صفات کے پرہ میں مبدل ہے۔ اور جن کی وہ روشنی جو اس کی تفہیمات کے حجاب میں پوشیدہ ہے۔ وہ اپنے پردے سے نکل کر مجرب مادی مشہد اختیار کرتی ہے اور انبیاء کی درشاہت کا لہر لہلاہلہ کرتا ہے۔ یعنی انبیاء خدا کی توفیق و فعلی تجلیات کا منظر ہوتے ہیں۔

خدا کے اس انبیاءی و ادبی تالان کے مطابق اس عہد میں خدائے حقیقی جل جلالہ نے جو صورت اختیار کی۔ اسی کو ہم مسیح موعود اور عہدی مسعود کی تشبیہ کرتے ہیں اسباب ارضی کی تحقیقات اور جانچوں تکلی کے انکشافات اسی ایک جہد کی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔

آسمان کی کھال کیوں اور پٹی کی گئی؟ زین کے خزانے کیوں نکالے گئے۔ اور قدرت کے حسن و بھیر کی لطیف سے لطیف شریح کیوں کی گئی؟ محض اس لئے کہ اب معرفت الہی انہیں راہوں سے حاصل ہونے والی تھی۔ اس وقت حسن پوسٹ۔ یہ مہیا اور وہ جیسے ذریعہ معرفت نہیں۔ اسباب چاند۔ مریخ۔ زہرہ۔ پر جمست لگانا اور اور زمین کے ساتوں بیوقوفوں سے گذر جانا جانتا ہے۔ اب اگر اسے معرفت الہی حاصل ہوگی تو انہیں راہوں سے۔ درحقی یوسف اور یہ بھنداسے

آج کا طبع و فکر محقق نہیں ہو سکتا کہ آپ کی "وقت نبوت" کوئی سن خاص نہ ہو یا مشہد مادی کا مقابلہ کر سکتا ہے بلکہ اب وہ برسوال کتابت ہے کہ آپ کی وفات ہمارے انکشافات و انجیل اوت اور تعلیمات کا مرقع ہر کر سکتی ہے یا نہیں؟ اگر زمین و آسمان کی طبیعتیں آپ کا ساتھ دینے لگیں تو ہم بھی آپ کا ساتھ دیں گے اور نہیں۔

جب ہم ماضی کی تاریخ پر نظر ڈالیں

ہیں۔ تو کہیں پتہ نہیں لگتا کہ پہلے انبیاء سے اس شہد کا سوال ہوا ہوگا۔ اور زمین و آسمان کے طبیعی حالات کی دریافت معرفت الہی کا ذریعہ بنا ہی گئی ہو۔ تاریخ سے یہی زمانے کی خصصیت ثابت ہوتی ہے اس لئے تعلیمات الہیہ کا فردی اقتضار لگتا کہ وہ اس عہد میں بھی ایک ایسا "جسم" اختیار کرے۔ جس کا نام "عہد نبوت" ہے اور آسمان کی طبیعتوں کو کہہ سکتے ہوں۔ اور ان کی بعثت کے بعد آسمان کے وہ بیچوں اور زمین کے ایوانوں میں خدا کا جلوہ نظر آنے لگے

حدیث کسوف و خسوف
اور علم ہیئت
اللہ علیہ وسلم

ہیں پھر یہ حفظ کی خبریں آشکارا کی گئی تھیں۔ انہوں نے اس عہد کے صحیفوں کو پڑھ کر حیرت فرمایا کہ ان لم یجدوا فیما آیتین لم تنکونان منہ خلق السموات والارض ینکسف القمر لاول لیلۃ من رمضان و تنکسف الشمس فی النصف منہ و ان لظنی ہمارے عہدی کی صداقت کی دو علامات ہیں۔ یہ علامات نازک و تعلیمی سے آج تک ظاہر نہیں ہوئے۔ چاند کو مہکان کی ابتداء اور سورج کو درمیانی حالت کو گرنے لگے گا یعنی گریں گے کی تاریخوں میں۔

سورج اور چاند گرنے کا دستور اس وقت سے شروع ہے جب ان کی جانب سے کسی بھی نیسی آہٹا۔ اگر وہ قریبا دور ہر دوریت میں غرض و فکر ایک نئی شان سے گریں میں آنا دراصل مسیح پاک کی صداقت پر اجرام سماوی اور علم ہیئت کی ایک شہادت تھی۔ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ شہادت اس حقیقت کے چہرے سے نقاب کشائی تھی کہ مہدی لولائک سلیمان المصلوۃ و السلام کی بعثت اجرام سماوی پر بھی اثر انداز ہوگی۔ اور قیامت وہی "انتش و رعایت" سے مستفید ہوگی سورج اور چاند کی

نامعلوم برکات سے خوش بینی کی حد و حد شریعہ کی حد سے گا۔ خدا کی یہ عظمت آرزوی جیسے کہ زمانہ چوں چوں گردش کھانا ہوا عہد مسیح کے قریب آتا گیا ان بار کے نقفات "اجرام سماوی قریب ہونے کے" پہلے تو کوہ بختی۔ کبیر اور ہر دوڑنے نفی طور پر نظام شمسی کے بدن ہیئت انجیل انکشافات کئے۔ اس کے بعد جب بعثت مسیح کا زمانہ زیادہ قریب آ گیا تو زمین اور اجرام سماوی کی طبیعت بہت زیادہ واضح ہوتی گئی۔ لکھنے کے دور میں انجیل کی اور آسمان کے باشتندوں نے ظلال لپیٹ۔ سارے دوران کے تواریخ کا مشاہدہ شروع کر دیا۔ اب علم و نظر مشاہدے میں تبدیل ہو گئے۔ اس کے بعد نبیوں کا پیدا ہونا اور ان کے دریافتی کے ذریعہ آسمانوں کے مدار گردش اور قوت تجاذب کا ثبوت ہو گیا۔

انکشاف اور اجرام سماوی اسی طرح ثابت کرتے ہوئے بعثت اجمعی کے درمیان داخل ہوئے۔ اور انبیا و انبیا کی جو نعت فلسفہ سائنس اور ریاضی کے عقیدوں سے مسلح ہو کر کھڑے اس طرح اجرام سماوی پر حملہ آور ہوئے۔ کہ پھر آسمان کی کھال ادھیڑی گئی۔ سائنس دانوں نے جب اپنے علم و فہم کے بندار میں یہ کہا کہ کب انسان کو ایسی تحقیقات کا دامن بھی ہوا ہوگا تو فوراً بائبل میں لے آؤ۔

واذا السماء کسحطت (تکویر)

اور اسی وقت کو یاد کر دو جب آسمان کی کھال ادھیڑی جائیگی۔ یہ کیا تھا؟ یہ مسیح پاک کی صداقت پر آسمان کی فعلی شہادت تھی۔ اس آیت کے یہی حقائق و معارف کا جو نوازندہ پرشیدہ ہے۔ اس کی حکمت یا کیفیت کا حال ان ہیئت دانوں سے پوچھئے جو اس راہ کی مشکلات سے واقف ہیں۔ قرآن پاک نے جن ماضی و مانع الفاظ اور بلیغانہ انداز میں علوم سماوی کا ذکر کیا ہے وہ اسی کا حصہ ہو سکتا ہے جو اجرام سماوی کے طبیعی و فنی حالات

کا صحیح علم رکھتا ہو۔ قرآن کی جیسے اسے عربت حرف کی سمیت کا دعویٰ ہے۔ جو راستی و صداقت کا آخری بھیجے۔ آخر اس نے یہ کہے کہ ایک ایسا وقت آئے گا جب آسمان کی کھال ادھیڑی جائے گی۔

اگر اس کے ساتھ علوم سماویہ کا دفتر نہیں کھلا اور وہ ہیئت دانوں کے نظریات و مشاہدات و انکشافات سے باخبر نہیں تھا۔ تو تو علم ہیئت کا خلاصہ مختصر الفاظ میں کیسے بیان کر دیا۔

عجائب فلک قرآن پاک کا دوسرا حصہ ہے کہ شہادت فلک۔ اس بات کی بھی دلیل ہے کہ اب بھی فلکی تحقیقات ہوں گی کہ عہدی پاک کی بعثت کی شہادت وہیں کی۔ خواہ "اسما سمک" پر "سما سما" کا رشتہ ہوں۔ کہ تحقیق ہو یا نہیں انسانی مسالہ کی تعلیمی کوشش ہے۔

اس کی وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ انہیں ایک ذات و انکشافات کے درمیان واڈ الموسلس القوت اور شہادہ و مشاہدہ بھی نہاتا ہے وہ جہاں اور ہر سوز و گمناہ نامہ سے مروج العجوبین و یلتقیات (رحمن)

۲۔ دنیوی جہازوں سے لہ انجوار المہندستہ البکر (رحمن)

۳۔ دنیوی موشرواتی جہازوں سے واڈ العشارہ طلت تکویر

۴۔ اجمعیہ اور ایما میڈرین سے یوم تکون السماء کا طبع (مذبح)

۵۔ بادشاہوں کی تساہلی و اذ الجبالیں جو پوچھنے سے قیامت اسفست

۶۔ پلین اور تاروں کی سے واڈ الحف کثرت اشاعت المشرقات و تکویر۔ علم طبقات الارض سے والغفت ما نیہا و تحفلات و انکشافات

۷۔ اور علم ہیئت کی ترقی سے واڈ السہد کسحطت تکویر

۸۔ اور میں الاقرانی جزائلی سال سے واڈ الارض صمدت (الشفاق)

کی پیشگوئی کرتا ہے۔ وہیں اس زمانے میں ایک پیغمبر کے بعثت ہونے کی بھی توقع ہے۔ (واحد الموسلس القوت و رسالت)

فتنوں کا زوال خیریت آسمان کی ایک فعلی شہادت تھی کہ قرآن توحید کی گئی تھی کہ زمانہ "نبی عروج" کا ہوگا۔ اور سائنس نے بتا دیا کہ انہوں نے اور طبیعی اسباب ہندی سوسولی سے انکشافات کی گویا دینے کے لئے حاضر ہوں گے۔ درحالیہ کے انکشافات و انجیل اوت میں یہ حکمت کار فرما تھی۔ سراسیمہ ایک نئے فتنہ کی خبر دے رہی تھی۔ اور یہ فرار کرنے

جسے قرآن پاک میں لکھا ہے یعنی نبی خاست اور گندگی کا بھی ہے۔ فلا صلوا علیہم
 رجب امین اللہما
 تمہیک اس وقت جب پنجاب اور
 سندھستان میں طاعون کے کوئی
 آثار نہیں تھے۔ بنی نوح انسان کی شہادت
 اگمال نے اس آسمانی فوج کو باری آبادی
 پر حملہ کرنے کی دعوت دی۔ وہ اس
 نے ایسا بزدل حملہ کیا کہ دیکھتے
 ہی دیکھتے کتنے خاندان کاٹوں اور ہتھ
 ویران ہو کر رہ گئے۔
 جب ایک عالم سراپکی دہشت
 اور خوف کے عالم میں مبتلا ہو گیا تو خدا
 نے اس وقت اس کو مدعی جہدین کا کلمہ
 کواری تجلیات کا مظہر اور ان کی جانے
 سہولت کو امن و سلاحتی کا حصار بنا یا
 اور فرمایا۔

اخی احفظ کل منی خدا

الداد۔ یعنی میں دبا رہیں رہے ہوں

کی حفاظت کروں گا۔
 وفاتحان نے اس الہام کے حوت جوت
 کی تصدیق کر دی۔ بلائے زور کاروں پر ایک شہر لگے
 بنے۔ لگ گئے۔ مگر اللہ خدا لالے
 حضرت یسوع موعود علیہ السلام اور ان کے
 ماننے والوں کو خرافات عادت ظور بجایا
 ظاہر ہے کہ اس دہا سے پہلے کے تھے
 حضرت ہندی مسعود علیہ السلام کی طرف
 توبہ و انابت کے سوا اور کوئی خاص
 انتظام نہیں کیا گیا تھا۔ بلکہ آپ
 نے لایون تک اپنی خواہش اور
 توکل علی اللہ کا اظہار کیا تھا کہ آپ کے
 امانت مندوں کو کبھی نہ لگا جائے۔

تاہذا فی اور انسانی تدبیروں کے درمیان
 قدرتی فرق ہے۔ مگر اس قدر بڑا کیا جیسے
 کہ خیرا حدی صلہ و جملہ اہل ساری
 ایشیا علی تدبیروں کے ہونے کی تدبیریں اس
 "تیمک اعلیٰ کا لقب ہے" کے گمراہی
 محض مسیح پاک کے "خدا عانی" ہیں
 آکر ان ملاؤں سے محفوظ ہے۔ حضرت
 مسیح موعود علیہ السلام نے اس آیت
 کو "طونان نوح" سے تشبیہ دی۔ اولیوں
 سے پہلے کے لئے ایک کتاب "تیمک اعلیٰ"
 لکھی۔ اور ایک عالم گواہ ہے کہ ایک ایسا
 مہر تو اس آیت کی تفسیر کیا کہ حضرت
 مسیح پاک کی اس کشتی میں سوار ہوا وہ محفوظ
 رہا۔ یہ آپ کی صداقت پر نہیں کہ ایک
 بڑی شہادت تھی۔

حضرت مسیح پاک نے اس سے پہلے
 کہ ملک میں طاعون پھڑپھڑے۔ یہ خواب
 دیکھا کہ پچھڑ پچھڑتے ایک کھیت میں کچھ
 بو رہے ہیں۔ جن کی شکل پھتھوں میں
 ہے۔ آپ نے دیکھا تھا کہ وہ فزوشین
 تھے جو اب دیا کہ یہ طاعون کے کیرلے

ہیں جو تیرے انکار کی بدولت اس
 ملک میں لوٹے جا رہے ہیں۔ اس
 خواب کے بعد ہی ملک میں طاعون
 پھوٹا۔ اور جب اس کے چرچہ کی تحقیق
 کی گئی۔ تو معلوم ہوا کہ مسیح اس کی شکل
 ہاتھوں میں ہوتی ہے۔

کہا اس کے بعد ہم نہیں کہتے
 کہ زمین سے بھی آپ کی مددالت کی
 گواہی دی؟

الترقا نے مسیح پاک
 زلزلہ کو اس بات کی خبر دی تھی کہ
 زمین کے نیچے اسے جو تیرے انکار
 کے روپے ہیں۔ اس سے زمین بھرا
 ہو رہی ہے۔ اور عقوبت اس پر بار
 عیبوں سے ایک کپکپی سی طاری ہوتی
 والی ہے۔ خدا کی خبر ہے
 عنفت الی یار تجلھا
 در مقامھا۔

جب پھر زمین پر وہ کپکپی طاری ہوئی
 اور شہر قہر میں ایک عظیم الشان زلزلہ
 آیا جس کے ایک قیامت کا سماں
 آنکھوں کے سامنے آیا۔ یہ آپ کی
 صداقت پر نہیں کی دوسری شہادت تھی۔
 اور اس کے بعد تو آج تک دنیا میں
 طاقت خیر زلازلوں کا سلسلہ جاری
 ہے۔ ۱۴ اسی قہر قہر کو اللہ تعالیٰ
 نے آپ کو حق طلب کرتے ہوئے کہا
 هل اتاک حدیث
 الزلزلة اذا زلزلت
 الارض زلزالھا و
 اخرجت الارض
 افعالھا و قال
 الانسان مالھا
 شیوئھا تحدت افعالھا
 بان دلیک اوجھ لھا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے
 اس الہام کا مفہوم بیان کیا کہ:-
 "ان فوں پر حضرت طاری
 ہو جائے گی کہ ان کے علوم
 اور تجارت کی حد سے باہر
 ظہور میں آئے گا۔ اس دن
 زمین اپنی فتنہ بیان کرے گی
 کہ اس پر کیا آفت آئی کیونکہ
 خدا اپنے رسول کو اسکے
 مافی الضمیر کا ہر جہان بنا کر
 اور اس رسول کو ہی کرے گا
 کہ جس کا علم سے بیخبر معمولی
 آفت ظہور میں آئی۔ جو خدا
 تعالیٰ نے مجھے فرماتا ہے کہ

یرسل اللہ فیہ سے لے
 زمین پر ظاہر کے جائیں گے
 تا زمین کے دکھنے شہادت
 کریں" اندکھ
 اسی طرح آپ نے ان حوادث

کی تشریح کرتے ہوئے اوصیت میں
 کھڑے فرمایا کہ
 "حوادث کے بارہ میں جو مجھے
 علم دیا گیا ہے۔ وہ یہی ہے کہ
 ہر ایک طرف دنیا میں موت
 اپنی دامن بھیلے گی۔ اور
 زلزلے آئیں گے اور سخت
 سے آئیں گے اور قیامت
 کا غونہ ہوں گے۔ اور زمین
 کوتر و با باڑیوں گے۔ اور
 بہتوں کی زندگی تاراج ہو جائیگی
 کفر وہ جو توبہ نہیں گئے اور
 گناہوں سے دست کش ہو
 جائیں گے خدا ان پر رحم کرے گا"

دنیا والوں کے نزدیک جنگ
 اسباب طبعی میں ہو لینا
 لیکن قرآن کریم اور حضرت مسیح موعود علیہ
 السلام کے الہام سے معلوم ہوتا ہے
 کہ بڑی جنگیں اسباب طبعی کے تحت
 ظہور پذیر ہوتی ہیں۔ اسی لہذا سے قرآن
 مجید اور الہام مسیح پاک علیہ السلام
 کہا گیا ہے۔ آپ نے اپنی مشہور
 نظم

اک انشا ہے آموا الہ آج سے کچھ دن
 جس کے دشمن کھینچ دیات دہتر و مرزا
 میں زلزلہ کا لفظ اس عام معنی میں استعمال
 کیا ہے۔ اور زلزلہ سے بڑی بڑی جنگیں
 مہولہ ہیں۔ چنانچہ پہلی اور دوسری جنگ
 عظیم ہوئی۔ اور اسی بنام تباہ کاریوں
 کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام
 کی فطرت کی تصدیق کرے گی۔

ان امری آفات ہو ایک
سیلاب آفت سیلاب کی بھی
 ہے۔ جس سے ہر سال ہزار ہا ملک
 دوچار ہوتا ہے۔ اور اس کی تباہ کاری
 کے باعث ملک کی غذائی حالت درست
 نہیں ہوتی۔ خصوصاً تقسیم منہ کے بعد
 سیلاب کی تباہ کاری کا جو زور ہے
 اسے دیکھ کر ایک مرتبہ شری جو اہل
 ہند نے بھی کہا کہ ہر سال ہماری مخالفت
 معلوم ہوتی ہے۔ حضرت مسیح موعود
 علیہ السلام کے الہام میں ہر بار اسی
 سیلاب کا ذکر آتا ہے۔ یوں کہ زلزلہ اور
 سیلاب "قوم" ہیں۔ جب زلزلہ آئیگا
 تو سیلاب کا آنا یقینی ہے۔ مگر حضرت
 مسیح موعود علیہ السلام کے الہام میں
 اس سیلاب کی طرف اشارہ ہے جس
 کا قوم کی معیشت و اقتصادیات پر
 بڑا اثر پڑتا ہے۔ جیسے اہل سب کے

سے۔ "سین العوم" اور بھی تک سیلاب
 میں تیرے سال مسعودیہ سے کچھ کمی آتی ہے
 سب سے شیلہ پر ماہ سے۔ جس کا نتیجہ یہ
 ہے کہ ہر سال ہمارے وزیر خزانہ
 کو قوم کے سامنے معذرت کرنی پڑتی ہے

اور ہر سال ۷۰ لاکھ ٹن خندہ باہر سے منگوانا
 پڑتا ہے۔ باہر کی موسمیات سے تقسیم منہ
 کے بعد یعنی بارش اور سیلاب کا تو ایسا
 ریکارڈ کیا ہے کہ پچھلے ڈیڑھ سو سال
 میں بھی ایسی کی تقریباً نہیں تھی۔ حضرت مسیح موعود
 علیہ السلام کے الہام میں جو ہمارے سیلاب
 کا ذکر آتا ہے اس سے یہی سیلاب مراد
 ہے۔ آج نے اسی سیلاب کے متعلق
 فسر مانا کہ

آیا کفر اسباب ہے
 یہ کہتی طبع اسطرح سے جو آپ نے استعمال
 کی۔ مسیح اسی سیلاب آیا کہ بعض شہروں
 جیسے لاہور وغیرہ میں پانچ پانچ فٹ پانی
 کھڑا ہو گیا۔

جو قدرت کے مخفی اسرار کے تاق
 سے اور جس نے قلوب کی گندہی تاریخ
 کا سلا لکھا ہے وہ حانت ہے کہ دنیا کی
 بارہی طرح کتنی زشتاؤں الہی کی تخریب
 کے باعث سیلاب اور قحط کے الہام میں
 مبتلا ہو گیا ہے۔ زلزلہ اور اسی تاریخ کو
 دہرا رہا ہے۔ مہاراجہ ہے۔ وہ جو اس شہر
 قدرت کو سمجھتا ہے۔

تباہی کے عالم
 زمانے میں حضرت مسیح
 موعود علیہ السلام کو

"خدا میں" اور "تلاؤں نا نینت" بنا کر بھیجا
 ہے۔ اور ان دنیا اپنے دلہن جمعیت و
 اکثریت اور ایجادات اور انکشافات پر
 مغرور ہو کر تکذیب و انکار پر کمر بستہ
 نہ ہوئی۔ تو طبعی اسباب۔ سیاسی حالات۔
 اور قومی مسائل ان کے مٹاؤں نہ ہوتے۔
 مگر وہ تکذیب و انکار کو اپنے شعار بنا کر
 تو ان قدرت کو اپنے خلاف دیکھ آئے
 ہونے کی دعوت دے رہے تھے۔ حضرت
 مرزا غلام احمد علیہ السلام نے دنیا کی یہی
 روش اور ہدی کے نہیں حرکت کر کے کچھ
 کفر نہ پایا کہ

تباہی کے فاصل
 اس میں نہیں اور
 اسے ایسا لکھی

محفوظ نہیں اور اسے جزا کر کے
 رہنے والا کوئی معصوم ہی خدا
 مہربانی مدد نہیں کرنے کا بھی
 مشروں کو گرتے دیکھتا ہوں اور
 آبادیوں کو ویران پایا ہوں۔ وہ
 دوا دیکھتا نہ ایک مدت تک غمناک
 رہا۔ اور اس کی آنکھوں کے
 سامنے مکہ کا کام کے کھنڈار
 وہ جپا رہا کہ اب وہ معیبت
 کے ساتھ اپنا چہرہ دکھلائیگا۔
 جس کے کان سننے کے ہوں
 تھے کہ وہ وقت ڈور نہیں ہیں
 بے کوشش کی کہ خدا کی ان کے
 بچے بچ کو صحیح کر دیں و ہر ہمتکار
 (دینی مسئلہ پر)

حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ بقدر
ان کی ترقی کو ترقی اور صحت حاصل ہوگی۔ اس
قدر ہی ملک کا خراب اور بے سہارا طبقہ اپنی
غزبت اور بے پرواہی کو دور کر کے آرام کا سانس
لے سکیگا۔

دلخواہی اور اس کا ارادہ ہے کہ وہ اس
بمورد ان کی ترقی کو ترقی میں کم از کم پانچ کروڑ
روپے میں کا انتظام کر کے پیش کر سکیں۔ اس
تو ایک سے ساٹھ سالہ انگریزوں سے
یعنی تین تین ترقیاتی کام بھی جاری ہیں
مثلاً دیہی دان - شرم دان اور پیر پلان
دیگرہ۔ اور ان سب کا مقصد ملاتی مینڈوں
یعنی برکت کی سماجی اور اقتصادی اور معاشرتی
مشکلات کو دور کرنے کے لئے بھارت
نڈیوں میں ترقیاتی - ایثار اور ایک
دوسرے کے ساتھ تہذیبی اور معاشرتی
کرنہ ہے۔ ان تمام ترقیاتی کاموں کی تعمیل ایک
میں ترقی مضمون کی محتاج ہے۔ اس لئے
ملاوطنی کے خوف سے ترقی مضمون کو
نظر انداز کرنا چاہئے۔

بھارت کے تقریبی
پرہیز کے سلسلہ
قانون تنظیم وراثت
میں سندھ کو ڈیل

دہلی (Hindu Code Bill)

کی منظور ہوتی ہوگی کہ اہمیت نہیں رکھتی۔
پرانے رسم و رواج کے ماتحت ہندو
تعمیر میں عموماً سب سے بڑا لڑکا اپنے
مال باپ کی دولت اور جائداد کا وارث سمجھا
جسا تھا۔ اگر شری کو ذیلی سسٹم میں اس
پر بعض رواجی ذمہ داریاں بھی عائد ہوتی ہیں
لیکن موجودہ ماہ دہلی اور نفسا یعنی
کے دور میں اس طریق کار میں کچھ ایک
تجاویز پیش آ رہی ہیں اور ان کو افراد
اپنے جائز اور مستحق حقوق سے محروم
رہنے تھے۔ اقتصادی نقطہ نظر سے بھی
چوتھ دولت مختلف یا حقوق میں کوئی
ملیں ہوتی تھی۔ اس لئے بعض اوقات
سر ریہ داری نظام کے جملہ نفاذ
بھی ایک صورت میں سامنے آتے تھے۔
سندھ کو ڈیل کے ذریعہ جس قدر ترقی
میں روز کی مساویانہ تقسیم کی صورت
سید اسٹیٹ ہے۔ اور اس میں پر عملدرآمد
کرنے کے نتائج افراد اور اجتماعی
سرور تھا اسے مفید اور دور رس ہونے
ملی اور بین الاقوامی سیاست

تک داخل انتظام کا تعلق ہے۔ جس میں
تدریس مختلف مسائل کو سمجھایا گیا ہے
اور سمجھا جا رہا ہے وہ سب اپنی اپنی جگہ
تک کے تقریبی پروگرام کام ہیں۔ جن
یہاں صرف ایک بات کی طرف اشارہ کرے
پر لکھنا کہ اس میں اور وہ مشورہ دریا ستوں
کو بھارت کے وسیع مفاد کے پیش نظر
ایک لڑکی میں منسلک کرنے کا مفاد

ہے کسی جبر و تشدد اور طاقت کا استعمال
کے بغیر اس کی تکمیل بھارت کی تاریخ میں
ہمیشہ ایک سہمی یا باگا رہے گی۔

جن اقوامی میدان میں بھارت کے
محبوب لیڈر میڈیٹ جو اسے لالہ لہو کی
ظاہری طور پر ایک شان کو حیران چاندنگ
ہی ہے۔ آپ نے گاڑھی جس کے ہم
تشدد کے اصولوں کی مدد میں بیچ
شیں کے ذریعہ سے تمام دنیا کو جمعیت
اور پریم کا پیغام دیا ہے۔ جو خود زندہ
رہو اور دوسروں کے زندہ رہنے میں
خوشی محسوس کر کے اصول پر مبنی ہے۔
آج دنیا کے تمام چھوٹے بڑے ملک
کا نظریں بھارت کی طرف ہیں۔ خصوصاً
ایشیا کے ہمسامانہ ملکوں کو بھارت
کی سیاسی مائت میں ایک امید کی
کرنے لگا رہی ہے۔ گذشتہ گیارہ سال
کے عرصہ میں بین الاقوامی سیاست میں
کچھ نشیب و فراز کے دور آئے۔ اور
کچھ بار بھارت کی آزاد اور انصاف
پسند سیاسی پالیسی کو کڑے امتحان کا
کرن پڑا۔ بعض ایسے ہی نازک مرحلوں
سے دوچار ہونا پڑا۔ جبکہ کچھ کہنا یا نہ
کہنا سب بڑی ذمہ داری اور خطرات
کی آگوشیں لئے ہوئے تھا۔ لیکن بھارت
کے سیاسی لیڈر اپنے موقف اور اصول
پر قائم رہ کر سہولت پر استقامت کا
ثابت ہوئے۔

کئی بار لیجن ملکوں کے جنگ کی حدود
سے گذر کر حقیقی جنگ کی لپیٹ میں آئے
گئے۔ تو ہندوستان کے امن اور استحکام
کے بنیام نے ان کو سہارا دے کر اس
آگ میں کودنے سے بچایا یعنی دفع
بھارت کے مخلصانہ مشوروں کو مدعا
سمجھ کر ترقی طور پر ہی ملی طاقتوں
نے نظر انداز نہیں کیا۔ لیکن واقعات نے
بھارت کے آزادانہ موقف اور اصول
پالیسی میں تزلزل اور فزوش نہیں آنے ہی
اور بالآخر تمام ملک بھارت کے نظریہ
کا قدر کرنے پر مجبور ہوئے۔ چنانچہ کوریا
مصر اور جنگی کے معاملات میں بھارت
ملک نے جو پارٹ ادا کیا وہ کسی تشریح
کا محتاج نہیں ہے۔ اور ابھی ابھی ناٹو
اور چین کی سرحدوں پر جو لڑائی کی صورت
پیدا ہو رہی ہے۔ اس کو دور کرنے کے
لئے بھارت کی ماضی پالیسی کا اعلان
دنیا کے اکثر ملکوں کی تائید حاصل ہو چکا
ہے۔

ملکی ترقی کے پلان پر ایک نظر
ملک کی اقتصاد دی ترقی اور ترقی
کے لئے بنیادی طور پر تمام ترقیاتی
ہندوستان کی دین سر زمین کو جو
زوروت تھی۔ کران و سائن کو استعمال

ہیں ناکہ ایک منظم پروگرام اور تقریبی حکم کے
مخت عملی جدوجہد شروع کی جاتی۔ اس
خزین کے لئے سب سے ادنی ملائمت
کشی (Planning Commission) کا سفارشات
میں ۱۹۵۹ء میں ملک کے سامنے آئی۔
جن پر غور کرنے کے بعد ملکی ترقی کے
لئے پانچ پانچ سالہ پلان کو آخری شکل دی
گئی۔ اور اپنی مشافہہ سے اس پر
عملدرآمد شروع کیا گیا۔ اس پلان کا ایک
حصہ شارت ٹرم پالیسی سکیم (Short Term Policy Schemes)
یعنی ملک کی مستقل ضروریات کا مل کرنے
کے لئے مختصر عرصہ کی ترقی کی کوشاں پر مشتمل
تھا۔ اور دوسرے حصہ میں لوگ ٹرم
پالیسی سکیم (Long Term Policy Schemes)
یعنی ملک کی مستقل ضروریات کے لئے
عرصہ کے لئے ترقی کی توجہ دہانہ تھیں۔
گھڑی صنعت اور برقیہ کی انڈسٹری
اور شہری کے کاموں کو فروغ دینے کے
علاوہ اس پلان میں ملک کی زراعت اور
آبیاری کے وسائل کو زیادہ سے زیادہ
وسیع کرنے پر زیادہ زور دیا گیا۔ تاکہ ملک
کی ذریعہ اور مستقل غذائی مشکلات کا
من ممکن ہو سکے۔ چنانچہ زیادہ خرماک
اگرہ

food کی ترقی اور زرعی پیداوار
کو مدد دینے کے لئے جہاں ناکوں اور
بے آباد زمین کو زیر کاشت لایا گیا۔ اور
اور اس کے لئے کاشت کاروں کو ترقی
کی اور اداریہ عرصہ کے لئے فریج - آلات
زراعت اور شیب ویز وغیرہ کے لئے
ترضوں کی سہولیت کا انتظام کیا گیا۔ یہاں
پر ذرا آبیاری کو بہتر بنانے کے لئے
ملک کے مختلف حصوں میں نہروں کا ایک
جالی بچھا دیا گیا۔ مستقل طور پر اضافہ پیداوار
خوراک کے لئے عرصہ کی سکیم کے
مخت بھارتی اندلی ٹرم - مددور دی اور
پر لیڈر و جیکٹ کی تعمیرات خاص طور پر
ضالی ذکر ہیں۔

اسی پلان میں دیہات کے لوگوں کو اپنے
فارغ اوقات میں کام پر لگانے اور انہ
آمدیدار کرنے کی خزین سے مختلف گھڑی
دستکاروں کی کوشاں وینہ کی گئی۔ مثلاً
پوٹری نام - ڈیری نام - کھڑیوں کا کام
کڑے اور چٹا کارڈنگ کا کام۔ کوہنکا
کام - شہد کی بھیدوں کو پالنے اور اسی
قسم کے دیگر کئی ایک کاموں کو جاری کیا
گیا۔ ان کاموں کو سہانے کے لئے
ٹریننگ سٹرکھو سے لے کر اور مختلف
کو اپر میڈیوسٹیشن اور افراد کو ایسے
کام جاری کرنے کے لئے معقول مالی ترغی
اور گرانٹ کی شکل میں مالی امداد کی منظوری

کی گئیں۔ دیہاتوں کی زندگی کے معیار کو
بہتر اور بہتر بنانے کے لئے کارخانوں
کو کوشاں اور صلاح اور بچہ بچہ ایک لڑکی
سے دن کا اجراء - پبلک استعمال کے
لئے صنعت ریڈیو اور دور آواز
لے بیوں میں بھی کے انتظامات اور ذرائع
رسل درسل کو آسان بنانے کیلئے
نیچے پختہ سڑکوں اور صنعتی ریلوں
کے تعمیر کی کوشاں اور بچہ بچہ ایک لڑکی
سکیم کے دائرہ عمل میں اب تک ۱۹۶۰ء
اور پلان میں کاریریا لایا جا چکا ہے۔ اور
ملک میں اب تک ۲۹۰۰۰۰ نئی کارپوریٹ
سوسائٹیوں جاری کی جا چکی ہیں۔ گھڑی
اندلسی کو ترقی دینے کے لئے بیس
۱۹۶۰ء میں ۱۰۸۶۰۰۰۰ روپے کا گرانٹ
اور ۱۹۶۰ء میں ۲۲۱۰۰۰۰ روپے زرف دیا گیا
اور دوسری پانچ سالہ پلان میں
۱۳۵۰۰۰۰ روپے گرانٹ اور
۲۵۰۰۰۰ روپے کے قرض منظور ہوا
ہے۔ دیہاتوں میں پختہ سٹیم کو
رہا دے کر اپنے تئیں ترقیاتی کو خود
آپس میں نیشنل کانسٹیبل جاری کیا جا
رہا ہے اور ان اصلاحی اور تقریبی
کاموں کی ترقی اور نفاذ کے لئے ہر
مرد و عورت نے ایک باک آؤٹ پورٹ
کیا گیا ہے۔ یہ تمام کام اس عرصہ کے
لئے جاری کیے گئے ہیں تاکہ چار سے
ملک کی عام پبلک جس کا ۷۵ فیصد
حصہ دیہاتوں میں آباد ہے میں پیداوی
اور خود اعتمادی پیدا ہو سکے۔ اور وہ
پورے طور پر محسوس کریں۔ کو ملک کی
اور اس کے انتظام میں وہ ایک آزاد شہری
کی حیثیت سے برابر کے شریک ہوں
پانچ سالہ پلان کے نفاذ
عام کی سکیم (Public Welfare Sector)
کا عملی
یاد دہانے کے لئے انتہائی کو
وہ بے کوشاں کی گیا۔ جس میں سے
کوڑی رقم موہانی حکومتوں کی طرف
سے جرت کی گئی اور بقیہ انیل کو روڑے
کا انتظام مرکزی حکومت کی طرف سے
کیا گیا۔ اور جو ہی طور پر نفاذ عام
کی پانچ سالہ پلان میں حکومت نے
آپس کو اسی کوڑے روپے کے اوقات
کے اور موجودہ دوسری پانچ سالہ
پلان میں ایک ہزار چھ سو پچاس کروڑ
روپے کے اخراجات کے اور موجودہ
دوسری پانچ سالہ پلان میں ایک ہزار
پچاس کروڑ روپے کی کوشاں رہا ہے۔ عوام
کاموں کے لئے رکھی گئی ہے۔

۱۲ اکتوبر ۱۹۶۰ء
کی گئیں۔ دیہاتوں کی زندگی کے معیار کو
بہتر اور بہتر بنانے کے لئے کارخانوں
کو کوشاں اور صلاح اور بچہ بچہ ایک لڑکی
سے دن کا اجراء - پبلک استعمال کے
لئے صنعت ریڈیو اور دور آواز
لے بیوں میں بھی کے انتظامات اور ذرائع
رسل درسل کو آسان بنانے کیلئے
نیچے پختہ سڑکوں اور صنعتی ریلوں
کے تعمیر کی کوشاں اور بچہ بچہ ایک لڑکی
سکیم کے دائرہ عمل میں اب تک ۱۹۶۰ء
اور پلان میں کاریریا لایا جا چکا ہے۔ اور
ملک میں اب تک ۲۹۰۰۰۰ نئی کارپوریٹ
سوسائٹیوں جاری کی جا چکی ہیں۔ گھڑی
اندلسی کو ترقی دینے کے لئے بیس
۱۹۶۰ء میں ۱۰۸۶۰۰۰۰ روپے کا گرانٹ
اور ۱۹۶۰ء میں ۲۲۱۰۰۰۰ روپے زرف دیا گیا
اور دوسری پانچ سالہ پلان میں
۱۳۵۰۰۰۰ روپے گرانٹ اور
۲۵۰۰۰۰ روپے کے قرض منظور ہوا
ہے۔ دیہاتوں میں پختہ سٹیم کو
رہا دے کر اپنے تئیں ترقیاتی کو خود
آپس میں نیشنل کانسٹیبل جاری کیا جا
رہا ہے اور ان اصلاحی اور تقریبی
کاموں کی ترقی اور نفاذ کے لئے ہر
مرد و عورت نے ایک باک آؤٹ پورٹ
کیا گیا ہے۔ یہ تمام کام اس عرصہ کے
لئے جاری کیے گئے ہیں تاکہ چار سے
ملک کی عام پبلک جس کا ۷۵ فیصد
حصہ دیہاتوں میں آباد ہے میں پیداوی
اور خود اعتمادی پیدا ہو سکے۔ اور وہ
پورے طور پر محسوس کریں۔ کو ملک کی
اور اس کے انتظام میں وہ ایک آزاد شہری
کی حیثیت سے برابر کے شریک ہوں
پانچ سالہ پلان کے نفاذ
عام کی سکیم (Public Welfare Sector)
کا عملی
یاد دہانے کے لئے انتہائی کو
وہ بے کوشاں کی گیا۔ جس میں سے
کوڑی رقم موہانی حکومتوں کی طرف
سے جرت کی گئی اور بقیہ انیل کو روڑے
کا انتظام مرکزی حکومت کی طرف سے
کیا گیا۔ اور جو ہی طور پر نفاذ عام
کی پانچ سالہ پلان میں حکومت نے
آپس کو اسی کوڑے روپے کے اوقات
کے اور موجودہ دوسری پانچ سالہ
پلان میں ایک ہزار چھ سو پچاس کروڑ
روپے کے اخراجات کے اور موجودہ
دوسری پانچ سالہ پلان میں ایک ہزار
پچاس کروڑ روپے کی کوشاں رہا ہے۔ عوام
کاموں کے لئے رکھی گئی ہے۔

پیشہ و ملازمتوں کی افغانی جمہوریہ۔ عوامی
 یا کسی اور جمہوریہ اور غیر مملکتی ملکیت
 یا ضرورت کے موافقہ پر امداد نہیں ہو سکے۔
 اسی طرح ۱۹۵۲ء میں پیشہ و ملازمتوں کے
 لئے پروڈیورٹ فنڈ کا ایکٹ منظور ہو
 چکا ہے جس کے مطابق اس وقت
 تیس لاکھ ملازمین فائدہ اٹھا رہے ہیں۔
 اور ہر ماہ ڈھائی کروڑ روپیہ اس فنڈ میں
 جمع ہو رہا ہے۔
 عوام کو مختلف صنعتیں میں سے
 کام لینی اور انہیں *Public Ownership*
 کے تحت رکھنے کے لئے
 وزیر سے جمہوریہ کی ایک جہت میں
 انجینئرنگ، خزانہ و عوامی، نقل و فرس،
 برقی سائز، اور ہولڈی، درہن، برقی
 اور چرٹ کے کاموں اور دیگر کئی ایک
 کاموں کی خرید دے کر عمارتوں کی
 کوششیں کاموں کے قابل بنایا جا رہا ہے۔

انڈسٹریل ترقی کی کیفیت

آزادی کے وقت انڈسٹری کے میدان
 میں عمارتوں کی بہت کمی تھی۔ اور نئی
 کوئی قابل ذکر مشینری بیان پیدا نہ
 تھی اور اسی ضروریات کی قریب تمام
 اشیاء برہنہ و فی ملکوں سے درآمد ہوتی
 تھیں۔ لیکن اب ہم پیشہ جتھوں کو
 روپے کی مالیت کی مشینری بھارت
 میں حاصل ہو رہی ہے۔ جمہوریہ مشینری
 کی ترقی کے لئے اچھا اثر کو روڑے
 کی ترقی کی گنجائش موجود ہے۔ چنانچہ یہ بھی
 سمجھا ہے۔

مسئلہ خوردگاہ اور
 زراعت ترقی کے متعلق بھی اسی
 دوسری پانچ سالہ پلان میں کافی توجہ دیا گیا
 ہے۔ گوکہ ایک ایک اسپین پوری کامیابی نہیں
 ہو سکی۔ ۱۹۵۲ء کے مقابل ۱۹۵۱ء میں
 ہندوستان کی آبادی میں ڈھائی کروڑ کا
 اضافہ ہوا ہے۔ اس کے باوجود خوردگاہ کی
 آہستگی کی جو پریشن کن حالت ۱۹۵۱ء میں تھی
 ۱۹۵۲ء میں وہ کافی حد تک درست ہو چکی تھی
 ۱۹۵۱ء میں حکومت ہند نے اعلیٰ شرحہ تولید
 ہو چکی تھی۔ اور ملک طور پر ایک برس سے کمزور
 نسیم کو دیا گیا تھا۔ چونکہ دوسری پانچ سالہ
 پلان میں انڈسٹری کی طرف زراعت کی نسبت
 زیادہ توجہ اور در در دیا گیا اس لئے ۱۹۵۲ء
 میں دوبارہ غلہ کی قلت محسوس ہوئی۔ لیکن
 اگر پوری طرح سے غور کیا جائے تو قلعہ کی مشکل
 اور کمی میں کافی حد تک بڑھو سنوئی اور غیر
 قدرتی وجوہات بھی اثر انداز ہوئی ہیں جس
 کے لئے بھارت کے قلعہ کی قطعاً ایک
 حصہ ذمہ دار ہے۔ کیونکہ جسما اجسام
 کا مشینوں کے ہاتھ سے ایک کرٹ لینی
 میں جہاں ہیں۔ لہذا وجود موجود ہونے کے

اگر ہائی کو کھلی منڈی اور *OPEN MARKET*
 میں زراعت ہونے
 سے روک رکھا جائے۔ زراعت کی طور
 پر پیدا ہونے والی امداد کا غیر متوازی
 ہونا غذائی مشکلات میں اضافہ کا باعث
 ہوگا۔ بہر حال غور کر کے وقت ہمارے
 عوام کے لئے زوری حل طلب مسئلہ ہے
 اور بھارت داسیوں کے لئے زندگی
 اور موت کی کشمکش کا معاملہ ہے۔ اس پر
 جہاں ہماری سہ کار کو جلد از جلد زیادہ
 مؤثر اور زوری توجہ دینے کی ضرورت ہے
 جہاں ہمارے ملک کے ناچار پیشہ افراد
 کے لئے بھی ضروری ہے کہ وہ اصلاحی
 نجات دہیز پر سنجیدگی سے غور کریں۔ تاہم
 تعاون اور ضروری کے پورے
 احسان کے ساتھ یہ اہم قومی مسئلہ
 حل ہو سکے۔

جس حد تک گذشتہ چند سالوں
 میں زراعت ترقی کا تعلق ہے۔ اس
 کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا
 ہے کہ ۱۹۵۰ء میں کل زمین زراعت
 غلہ ۷۸۹۶-۲۸ ہزار ایکڑ تھی۔ اور
 اس کی کل پیداوار ۲۲۰۰۰ ہزار ٹن
 تھی۔ لیکن ۱۹۵۱ء میں زمین کا کھت رقبہ
 ۸۸۰۰۰ ہزار ایکڑ تک بڑھ گیا
 اور اس کی پیداوار ۳۳۰۰۰ ہزار
 ٹن تھی۔ اس خصوص میں ہر تہ جادل کی پیداوار
 میں ترقی بیشہ ۶ کروڑ ٹن کا اضافہ ہوا اور
 گتہ م کی پیداوار میں اضافہ کی مقدار
 ۲۲ لاکھ ٹن بنتی ہے۔
 ترقی کی حکمت عملی اور
 زراعت ترقی کے علاوہ ملک سے تعلق رکھنے
 والے حکومت سے حکمرانوں کا
 عام کو بھی ہرمان کا ہی دست ہی جاتی رہی
 ہے۔ تاکہ بھارت کو ناسی ان سے زیادہ
 سے زیادہ فائدہ اٹھا سکیں۔ مثال
 کے طور پر ۱۹۵۰-۱۹۵۱ء میں حکومت کے
 منظور شدہ قلعہ امدادوں کی تعداد ۱۲ لاکھ
 لاکھ تھی۔ لیکن ۱۹۵۰-۱۹۵۱ء کے آخر تک یہ
 تعداد بڑھ کر ۱۸ لاکھ تک جا پہنچی۔ اور
 ان امر کا ہوں پر سالانہ اخراجات بڑھے
 ۵۰۰ ملین کے ۱۰۰ ملین روپے ہونے
 لگے۔

ڈاکٹرانہ جات کا تعداد مارچ ۱۹۵۲ء
 میں ۵۰۰۲ تھی۔ لیکن ان کے مقابلہ پر
 آخر مارچ ۱۹۵۱ء کو تک ۵۸۸۴
 ڈاکٹرانہ جات ہو گئے۔ فیروز عزمین
 ٹیلیفون انجینئرنگ کے تعداد میں ۲۰۰۰
 اضافہ ہوا۔ اور ۱۰۰۰ کے زریعے
 ٹیلیفون کے دفاتر قائم کیے گئے۔ اس
 حکمت کی سالانہ ۲۰۰ ملین روپے
 روپے سے بڑھ کر ۵۰۰ کروڑ
 روپے تک جا پہنچے۔ ڈاکٹرانہ جات

میں ہوائی ڈاک کا اضافہ ہوا۔ اور اس سلسلے
 سے درآمد ہوائی ڈاک کے ذریعے
 ۱۱۱۲ ڈاک ڈیزل ڈاک آتی جاتی ہے
 اسی طرح گذشتہ چند سالوں میں
 بینک خفہ خانوں کی تعداد میں بھی خاصہ
 اضافہ ہوا ہے اور جو عواموں کی ضروریات
 اور ضرورتوں کے لئے ہے۔ اس لئے ضرورت ہے
 مراکز جاری کے بنائے جائیں۔
 رفا و نامہ کی ایسی جملہ کتابیں
 اور ان کا عملی نسخہ تیار ہے۔ کہ بھارت
 کی جمہوری سیکور حکومت کو ایک سماج
 وادی نظام *SOCIALISTIC PATREN SYSTEM*
 کے سلیج میں ڈھالنے کی کوشش شروع ہو چکی
 ہے۔ لیکن اس کوشش میں وہ سے طرز
 پر کامیابی اور ترقی ترقی ہی نہیں ہو سکتی ہے
 جبکہ بھارت نرسمیوں کی اکثریت اپنی
 قومی اور ملکی ذمہ داریوں کو نظر کرنے
 اور ملک کے وسیع مفاد کو سامنے رکھ کر
 اخلاقی بنیادوں پر پورا تعاون اور ترقی
 کرنے کو تیار ہو۔

بعض بنیادی نواقص

ایسے لوگ بھی موجود ہیں جو آزادی
 کے ساتھ ہی اپنے آپ کو سرمایہ کی شہری
 اخلاقی اور تمدنی ذمہ داریوں اور ذراقت
 سے آن اور سمجھنے لگے ہیں خود غرض
 غیر ذمہ دار اور تشریب پسند عنصر کی اصلاح
 کرنے کی ایک نکتہ کم کوئی کو ہے۔ جس کا
 نتیجہ ہے کہ جو اہم دستور ہورے ہیں
 اور جراثیم کرنے والے اپنے جتنے، اثر
 رسوخ اور مال و دولت کے بل بوتے پر
 دیر ہی کہ وہ سزا کی گرفت سے بچ سکیں
 گئے۔ ایک مفلام اور مصیبت زدہ
 کے لئے انصاف اگر ناکام نہیں تو مشکل
 ضرور ہے۔ انسانی کچھوں اور ذات
 میں رشوت اور خفاوشوں کی شکایات
 سننے میں آتی ہیں۔ اور ان نفاذ کو دور
 کرنے کے لئے مؤثر کارروائی کا فقدان
 ہر سے تعمیری کاموں اور ترقی میں ایک
 بہت بڑی روک ٹام ہونا ہے۔ غلط فہمی
 سماجی۔ سیاسی اور مذہبی دھڑے بندیوں
 کی بنا پر آئے دن ایسے افغان اور
 شکائیں سننے میں آتی رہتی ہیں۔ کہ نفلوں
 اور صوبوں کے سیاسی لیڈر اور ڈیڑھ
 چھ ہریہ انہماں تک کام۔ اس سے
 (A-L-M) صاحبان بھی گروپ بندی
 کی جوہریوں اور جمہوری نظام کی کمزوری
 اختیاروں کے لئے سخت جارحانہ نفاذ
 سفارشات کرنے ہیں۔ اور انہیں
 کانگریس پر اب بھی ملک کی سیاست
 بڑی سیاسی طاقت ہے۔ اور اس کے
 پرانے اور غلط لیڈروں کی جہ و ہند
 اور ذریعوں کا ملک کی آزادی میں بہت

بڑا حصہ ہے۔ آزادی کے بعد اس میں بھی ایسا
 عنصر داخل ہو گیا ہے جو اپنے ذاتی اور خفائی
 مفاد کے لئے ملک اور قوم کے مفاد کو قربان
 کرنے پر تیار ہو جاتا ہے۔ اور جو کانگریس
 جیسی برسر اقتدار پارٹی میں داخل ہونا ہی ذاتی
 فائدہ کے لئے ہے۔ اس لئے ضرورت ہے
 کہ سیاسی پارٹی کے اعلیٰ طبقے کے ذریعہ
 ایسے کام کے اور نام کے ممبروں میں اختیار
 کر کے کانگریس کے فائدہ کو بند کرنے کی طرف
 توجہ دیں۔

یہ شکایات بھی سننے میں آتی ہیں۔ اور
 یقیناً ان میں ایک حد تک حقیقت بھی
 ہوگی۔ کہ حکومت کی طرف سے جو مختلف
 تعمیری کاموں کے لئے امداد کی گواہیوں
 اور قرضہ جات کی منظوریاں ہوتی ہیں۔ ان
 کا اکثر حصہ متعلقہ عہدیداروں اور حلقہ کے
 سیاسی لیڈروں کے فونٹ و اعتبار میں
 نامناسب طور پر تقسیم ہوجاتا ہے۔ اور
 حقیقی طور پر ضرورت مند افراد کو امداد
 کی کمی ہے۔ ایسے حالات کی خواہ کمی قدر
 بھی کم مشا میں کیوں نہیں ہوگی۔ لہذا
 کیا یا ناپا جائے۔

حرف آخر

بھارت کی ترقی اور مشکلات کی مختصر
 بحث کے بعد اب میں غور کرتا ہے۔ کہ وہ
 کونسا ذریعہ ہے جس کے
 ۱- جاری علاقوں میں بہرہ ور و ضعیف
 کو برابری کا انصاف مل سکے۔ اور انصاف
 کے فیصلہ اور نفاذ میں تاخیر نہ ہو۔
 ۲- سرکاری اور غیر سرکاری تنظیموں سے
 سفارش اور خوش بردہی کے اعراض
 دور ہو سکیں۔
 ۳- ملک کی ترقی کے کاموں میں عوام الناس
 کو زیادہ سے زیادہ دلچسپی پیدا
 ہو۔ اور ایسی سرکاریات کا چلانا نہ
 حکومت کے احسان کی ذمہ داری نہ
 سمجھی جائے۔
 ۴- جو مختلف قرضے، امداد و رشمنگ
 تعلیم اور کام کی سہولتیں دی جاتی
 ہیں۔ ان سے حقیقی ضرورت مندوں
 کو فائدہ پہنچے۔
 ۵- ذمہ داری اور سیاسی پارٹی بازی کی
 سطح سے باہر کم ایک دور سے
 صاحبان اور تعاون کرنا سہولتیں۔
 اور جمہوری نمائندت یعنی محنت
 گروپ کو بدنام کرنے کے لئے نہ
 ۶- ہم جمہوری اور غیرت اور محنت ان قدر
 ہو۔ کہ کم ایسے دین کی مصنوعات کو
 نہ حالت میں بدیہی ہرگز پر نہ
 ۷- ترقی اور انہیں کو کم حکومت کی طرف
 منسوب کر کے حکومت کو بدنام کرنے
 کی کوشش نہ کریں۔ بلکہ زور پوری محنت

تاریخ مسیح محمد علیہ السلام کا ایک نئے خندوبان

الاکرم چوہدری فیض احمد صاحب دکن ناظر دعوت تبلیغ قادیان

(۱)

امت سرکے مقام پر اسلام اور ملت سے
 کے درمیان جو بیچارہ کن جنگ ہوئی تھی اور
 جن میں اسلام کے جری پہلو ان حضرت مسیح موعود
 علیہ السلام نے عیسائیت کے پہلو کو مارا
 شانے چت کر کے اور اس کے سینے پر بیٹھ کر
 کا لہر بلند کیا تھا۔ اس کی رواداد "جنگ مقدس"
 کے نام سے مشہور ہے۔ اور یہ
 دعوی واقعات کے میں مطابق ہے کہ کرامت
 کا جو نشان ایک نئے عرصہ سے اسلام کے
 خلاف اٹھا رہا تھا۔ اور کن درسا نمان کو اپنے
 بیہوشی کی قیادت میں لہنا سرعت کے ساتھ
 بڑھنا چلا آ رہا تھا اور جن کی تیزی اور تندہی
 میں برطانیہ کی بین افاقہ تشنشا بہت ہی کار
 فرما تھی وہ امرت سرکے مقام پر موصول ہو گیا
 گیا علیہ اسے صبح کی طرف لڑا گیا تھا۔ یہ
 جنگ جو ستان عیدہ روز تک لڑی جاتی
 رہی اسے سنہ ۱۸۵۷ء تا ۱۸۵۸ء لوگوں نے
 دیکھا اور اس واقعہ کا نام اسلام کے حق میں
 کیا گیا اس لیے کہ یہ ازل سے مندر
 ہو چکا تھا کہ حلیب کے عیسائیوں کو مسیح موعود
 ہی کا مخلصین میں کر توڑے گا۔
 یہی ابام ہے۔ تین چار روز نما جو ہو
 چکا تھا۔ حضور علیہ السلام اس روز مناظرہ
 کا وقت ختم ہونے کے بعد اپنی جائے قیام
 پر تشریف لے جاتے تھے۔ بہت سے خدام بھی
 ضمن اور دوسرے کون میں حاضر تھے جنہوں
 اگلے روز کے مناظرہ کے لئے دلائل و براہین
 تیار کر کے حلیب کی جانب سے تھے کہ ایک اور
 فتح قطع کا وہ سوٹ پسند کیے میں نشان
 مٹا سکے اور سر پہیٹ رکھے وہاں بیٹھا۔
 اس کی ہیئت کذا ہے صاحب ظاہر کہ یہ فتح
 وہ یا تو عیسائی ہے اور یا عیسائیت نہ وہ ہے
 خدمت و تبلیغ اسلام کے بعض خدام نے جو
 انعام مناظرہ میں حضور کی خدمت میں حاضر
 رہتے تھے۔ ہرے پچھان لیا کہ یہ وہی شخص ہے
 جو عیسائیوں کے ہننا بندہ کے طور پر ان
 کے منظرانوں کے ساتھ رہنا ہے اور مناظرہ
 کے گزشتہ ایام میں متواتر وہاں موجود
 رہا۔ اس نے کہا کہ میں حضرت صاحب کے
 جانتا ہوں حضور کے ایک خادم تھا جس نے
 دریافت کیا کہ آپ کی غرض سے مناجات ہے
 ہیں تو اس نے بتایا کہ میں حضور کو دیکھت
 چاہتا ہوں چنانچہ اسے اندر کر کے میں
 حضور کے پاس بھیجا دیا گیا۔
 وہ اپنی اسی آن در شان کے ساتھ کو
 میں داخل ہوا۔ وہ فریادیں منٹ اندر ٹھہرا
 اور عیسائیاں ہر کھلا اور یہ دیکھ کر جبران رہ
 گئے کہ اس کی آنکھوں سے ایک چشمہ رواں تھا

بدرعی تھیں نہیں اور میں جو دس منٹ تہی
 اس کہ میں داخل ہونے وقت ایک
 رائے العقیدہ عیسائی تھا۔ اب پھر اسلام
 کی طرف لوٹ آیا ہوں۔
 صحیح کام بولے دروازے سے
 باہر آئے وقت رستے دیکھ کر ہی سخت
 متعجب ہو رہے تھے اور فرٹ اس کے
 رونے کا سبب معلوم کرنے کے لئے
 متوجس تھے اب اس کی وہ نداد ملاقات
 سننے کے لئے ہر امت اشتیاق میں کر بیٹھے
 ہوئے تھے۔ اور وہ بدستور اپنی غمناک
 آنکھوں کے ساتھ بیان کر رہا تھا۔
 اس نے کہا میں نے جب گذشتہ چار
 روز کے مناظرہ کی رو نداد سنی اور دیکھی
 تو میں صرف یہ خون دل لے کر آیا تھا کہ میں
 اسلام کے منظر کو قریب سے دیکھوں
 اور میں اپنی طرف سے اپنا سبک اچھاؤں
 پس کر اپنی پوری روح و دھج کے ساتھ آتا تھا
 اس لئے کہ میرا یہ خیال تھا کہ جو شخص اسلام
 کا انتہا بڑا مناظر اور دردمت عالم ہے
 اس کی ملاقات کے لئے ایسے ہی کر دوز
 کی ضرورت ہوگی۔ اور میں سمجھتا تھا کہ یہ
 زبردست شخصیت کا مالک اور مسکیت
 دلائل کا خالق انسان خود بھی ایک امرانہ
 تھا ظن میں ہوگا۔ مگر میرے تعجب کی انتہا نہ
 رہی جب میں نے دروازے سے اندر دیکھا
 دیکھا کہ اسلام کا یہ عظیم الشان پہلو ان
 ایک عجیب جذب کا امل اور دوزخ و مد
 آرزوی کر بیٹھا ہے۔ میرے لئے یہ وہ
 روحانی کا تھا کہ میری ساری سوچ و
 اس وقت خاک میں مل کر رہ گئی جب میں
 نے دیکھا کہ پاک انسان فرس زہی
 پر بیٹھا ہے۔ اور اس حالت میں کہ جو فریہ
 بجا ہوا ہے وہ اس پر بھی نہیں بکڑھوٹوں
 کے فرس پر بیٹھا ہے اور وہ بیٹھے پر صرف
 اس کا ایک گنڈا ہے۔ جس سے صاف
 ظاہر ہوتا تھا کہ اس فن الی الذکر یہی معلوم
 تھا تھا کہ وہ جو بیٹھے ہوئے یا لڑائی پر ہے
 میں اسی نظارہ میں کہ ہو کر رہ گیا کہ جو شخص
 اتنا بڑا زبردست مبنو عالم سے کہیں ایسا
 کے راسے بڑے پادری اس کے سامنے
 طفل منتہب سے کمتر جہینتہ کے شامت
 ہو رہے ہیں وہ اپنی پاریٹیٹ زندگی میں
 اتنا سادہ ہے کہ وہ چلا ہی رہے نہیں بلکہ
 فرس زہی پر بیٹھا ہے۔ استغراق کے
 اس مسجد کن نظر سے نے میرے پادریوں
 پورھل کر دیئے اور میں آہستہ آہستہ اس کے
 بڑھا۔
 وہ روزانی سے آنسو پھینچتا جا رہا تھا
 اور کہتا جا رہا تھا کہ جب حضور کے قریب
 پہنچا اور اس حالت میں کہ میں حضور کی سادگی
 کا گردیدہ ہو چکا تھا تو مجھے ایک اور
 حیرت انگیز شگفتہ ہوئی۔ اور وہ یہ کہ
 حضور نے مجھے دیکھ کر بھٹ اپنا صلا میر

سے اتنا دیکھا دیا اور مجھے فرمایا کہ آپ اس
 پر بیٹھ جائیں۔ اب ایک منٹ کی گزیر گویہ مشعل
 دلا دلا مہا دھکا میرے دل میں اس زریعت
 روحانی شخصیت سے اور اس کی سادگی کا کھنکھ
 اثر میری آنکھوں میں تو بظہر اعتراف پاستا تھا کہ
 کسی ایسی بگڑی بیٹھوں جو حضور کا جلتے شست
 سے خلقی منبغ پر ہو جائے کہ میں اس عزم کے
 حاسنے پر بیٹھ جاؤں۔ چنانچہ میں سخت گھبرا گیا
 فرق الفعال کے نظرات میری پیشانی پر اور
 نامت کے آنسو میری آنکھوں میں اُمڈ گئے
 ہیں۔ جو عرض کیا حضور میں اس قابل نہیں
 ہوں میں تو سخت گھبرا کر ان سانوں کو حضور
 نے فرمایا کہ وہاں نہیں اٹھنا ملے تھے۔
 والے میں سے عرض کیا کہ حضور میں تو شراب
 بھجھ بیٹھا ہوں اور بہت سے دوسرے برسے کا
 بھی کرتا ہوں۔ حضور نے فرمایا کہ اٹھنا ملے
 حضور رحیم ہے۔ میں نے عرض کیا کہ اٹھنا
 میں تو عیسائی ہوں اور باقاعدہ بیٹھنے سے
 چکا ہوں اور میں ہرگز اس قابل نہیں کہ اس
 رض اہمیت حاسنے میں بیٹھ سکوں۔ مگر
 حضور نے فرمایا کہ بات نہیں اٹھنا ملے
 رہ کرے والے۔ اور حضور نے پھر مجھے
 حاسنے پر بیٹھنے کے لئے ارشاد فرمایا میں پاس
 ادب کی وجہ سے۔ اٹھا کر روئے پر بیٹھ گیا
 چند لمحوں میں کھٹ باحساس نامت اور اضطرار
 کی حالت میں بیٹھ رہا۔ اور کوئی دوسری بات بھی
 نہ کر سکا کہ میں ایک مشہور صاحب حضور کے فرزند
 چہرے کو دیکھتا رہا۔ اسی سادگی خرافت
 خیمہ نے مجھے گویا سمجھ کر دیا تھا اور میں
 مرت بہ سوچتا رہا کہ جو شخص بڑے بڑے سکند
 عیسائی علماء کو اسلامی دہلی کے ساتھ بھجھاڑ
 لکھتے تھے وہ کوئی معمولی انسان نہیں بلکہ اسے خرا
 تہا نے کی زبردست تا نند حاصل ہے۔ میں
 اس درجہ دیرت میں کہ تھا کہ حضور سرفہ خود
 مجھ سے مخاطب ہو کر میرے آنے کی غرض
 دریافت فرمائی اور میں چوڑھے اندر کوئی اور
 بات کرنے کی تاب نہ دیکھتا تھا صرف اتنا
 کہ میں صاحب حضرت مجھے کوئی نصیحت فرمائیں
 میں عیسائیت کو چھوڑ کر مسلمان ہوتا ہوں۔
 حضور نے یہ سن کر خوش ہوئی کہ اظہار
 خبر رہا اور نصیحت فرمائی کہ نانا بانا ہوگی
 کے ساتھ رہا کہ۔ چنانچہ حضور کی اس
 نصیحت کو پنے پانڈہ زہی اندر سے نکلا ہوں
 اس حالت میں کہ جب میں اب سے دس منٹ
 پہلے اٹھ گیا تھا تو ایک نسخہ العقیدہ عیسائی
 تھا۔ اور اب دس منٹ کے بعد میں کرسے
 سے باہر نکلا ہوں تو تین مسلمان ہوں۔
 حضرت مشعل خلف نے حاضر دیکھتوئی
 رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ وہ شخص جب
 تک زندہ رہا میں سے کوئی اور کوئی نہ فرود
 ہوگی ہو تو ملنے سے لپاس اس سے ہمیشہ نماز
 باتا عدلی کے ساتھ پڑھی۔
 یہ واقعہ جہاں حضرت مسیح موعود علیہ
 السلام کی سادگی، سترافت، چشم پونجی اور

حضرت مسیح موعود علیہ السلام حدیثیں زمین و آسمان کی شہادت

(بقیت صفحہ نمبر ۹)

تقدیر کے نوشتے پورے ہوتے۔
میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس ملک کی
نوخت بھی ترسب آتی جاتی ہے
زیر کا زمانہ تمہاری آنکھوں کے
سامنے آجائے گا اور نوٹ کی زمین
کا واقعہ تمہیں خود دیکھ دوں گے۔

خدا غضب میں وہیما ہے تو یہ
کہوتا تم پر رحم کیا جائے

دوسری جنگ عظیم اس پیشگوئی کی صدا
پر شاہر ہے یورپ اور جزائر کے رہنے
واہوں نے (یعنی جاپان نے) اس قبای
کا منظر اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔ اور اس
پیشگوئی سے معلوم ہوتا ہے کہ آجائے
اور جاری ملک کی باری ہے۔ یعنی وہاں
ملک کی معاشی۔ اقتصادی اور سیاسی اہلی
کبھی صداقت مسیح موعود کی گواہی دیتے

کوئی چیز نہیں۔ اگر اُس زمانہ کے پندرہ
روہے آجکل کے ہیں سو وہ پیر سے
بھی زیادہ قیمت رکھتے تھے۔ کبھی سوالی
اور پیر کا نہیں بلکہ ہرے کے آگ ایک
ایسے شخص کی مدد فرماتے ہیں جو آپ
سے سخت گستاخی کے ساتھ پیش آتا ہے
اور کوئی پرانا واقعہ نہیں بلکہ اسی روز
کا واقعہ ہے۔ اس مولوی کا شاخہ کوہ
استعداد پر ظاہر کتاب ہے کہ اس کے دل
میں شہادت تھی روزیہ واقعہ اتنا

ایمان اور خدا کا اسے خود آخند
علیہ السلام کی صداقت پر ایمان سے
آنا چاہیے تھا جنہوں نے اتنا ارجح
کرم اور عفو در گذر کرنا سیکھ اسکی
ساتھ کر کے اسے یہ زبردست دلیل
بہر پہنچادی تھی کہ آپ خدا تعالیٰ کے
بزرگوار ہیں۔

ان واقعہ کا ایک اور پہلو نبیات ایمان
از روئے۔ اگر کوئی اور شخص ہوتا
تو وہ دعوائی کا لفظ سنسک ہی پر از وضو
ہو جاتا اور مخاطب کو سخت مست
انفلا سے یاد کرتا لیکن اگر وہ دعوائی
کہنے والے کو پندرہ روپے دیتا تو وہ
کچھ مجال میں اور دستوں کے ساتھ

اس کا ذکر کرنا کہ حضرت علیہ السلام کی ہر
پیشی اور سیر پیشہ دیکھتے آئی ہے ان
پندرہ روپوں کا قطعاً کسی صحابی
نے ذکر تک نہ فرمایا۔ حضرت شیخ
ظفر احمد صاحب اپنی روایت میں فرماتے
ہیں کہ میں ان پندرہ روپوں کا اس مولوی
کے اشتہار سے علم ہوا۔

حلیہ الصلوٰۃ المتلاذذہ علی
مطالعہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

آیا امداد سے حیات و وفات مسیح کے
مسئلہ پر حضور علیہ السلام سے گفتگو شروع
کری۔ یہ مسئلہ ایسا تھا کہ حضور علیہ السلام
نے اس مسئلہ پر جواب دینے کی حیثیت سے
اس کو اس طریق سے حل فرمایا ہے کہ
کوئی ذی عقل انسان حیات مسیح کو بار
کرتے تھے بلکہ تیار نہیں ہوتا۔ اور
حضور نے اپنی تقریباً تمام کتابوں میں
اس مسئلہ کو زبردست دلائل کے ساتھ
حل فرمایا ہے۔

نارہیں اندازہ فرمائیں کہ یہ کیا
مہارت مسیح کا مسئلہ ہو۔ اور دلائل
والے حضرت مسیح موعود علیہ السلام
بہ نفس نفیس ہوں تو مخاطب ہمسلا
بودے کی جرأت کیر کر سکتا ہے چنانچہ
یہ ہوا۔ اور وہ مولوی فاموش ہو کر
گیا۔ آپ نے اس کو خاموش پارہ بیاضت
فرمایا کہ کیا آپ اس مسئلہ کو سمجھتے ہیں؟
مگر اس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام
معاذ ہاے معجزہ کو دیکھ کر فرعون
جسارہ گردن لے کر آپ کو اسرار عظیم
درا لھا اسی طرح اس شیخ القلم مولوی
نے کہا میں سمجھ گیا ہوں کہ آپ دعوائی
ہیں۔ کیونکہ دعوائی کی صداقت میں کبھی
ہے کہ وہ بحث میں دوسروں کو بہتے کر دیا
کرے گا کہ ایک رٹا خلیفہ لفظ تھا جو
حضور علیہ السلام کے صحابہ کو سخت
گراں گذرا مگر حضور نے سے قطعاً
کو نہ فرمایا۔

۱۰ مولوی قاضی صاحب سے واپس امر
چلا گیا اور وہاں فکر اس نے آپ کو
مشائخ کبھی میں مسیح موعود کی حیات و
وفات کے بارہ حضور علیہ السلام سے
اپنی گفتگو کا ذکر کیا۔ اور یہ بھی لکھا کہ
میں نے اُن کو دعوائی کہا تھا۔ لیکن اس
کے آگے اس مولوی نے ایک جیت ایگز
اٹھنا نہ کیا اور وہ یہ کہ جب ۱۰۰۰ مولوی
امر نسر واپس روانہ ہونے لگا تو اس
نے حضور کی خدمت میں ایک رقعہ جو
جس میں لکھا کہ میں فرود مند ہوں
مدد کری۔ چند روز حضور نے اس کو دعوائی
دائے کو فرمایا پندرہ روپے جو آدھے
مولوی نے اشتہار میں لکھا کہ مرزا صاحب
کے مندرجہ ذیل کو سخت بات بھی کہی
جائے تو آپ رنج نہیں کرتے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی چشم
پوشی اور روزگرد کو دیکھ کر وہ شیخ القلم
آپ کو دعوائی کے نام سے یاد کرنے
اور آپ کے سامنے آپ کو ایسا نام دینا
سے لگے آپ نے صبر سے یہ کہ اس کے دعوائی
کہنے پر اسے کچھ نہیں فرماتے بلکہ کتب
۱۰ واپس روانہ ہوتا ہے تو اس کی
دعاؤں پر اس کی مدد فرماتے ہیں
آجکل کے زمانہ میں تو پندرہ روپے

دوں میں بیٹھ جانے والی تربت تھی برشاہد
ست۔ وہاں آپ کے حضرت محمد مصطفیٰ صلی
اللہ علیہ وسلم کے خلق کامل ہونے کی بھی ایک
زبردست دلیل ہے۔ اور فرود تھا کہ یہ واقعہ
پیش آیا اور آپ کی صداقت پر دال ہوتا،
تیر کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
پس بھی عیاض ہوں۔ کہا ایک وفد آیا تھا۔
بیب آتاپ ایک مسجد میں تشریف فرم تھے
تو آپ نے اپنی پارہ مبارک اتار کر ان
کے پیچھے بچھادی تھی۔ اور وہ وفد بھی آپ
سے اس موقع سے بہت مت خوش ہوا تھا۔
اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد
وعلی عبدك المسکین الموعود۔

(۱۳)

انبیاء علیہم السلام کی پاکیزہ زندگیوں
میں اس قسم کے واقعات اکثر پائے جاتے
ہیں۔ جن میں چشم پوشی۔ درگذر اور عذر دہی
ملوک کو دیکھا جھک رہے ہوتے ہیں یا حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم جب تبلیغ کے لئے مطلق
تشریف لے گئے تو وہاں کے کفار نے
بہر آتاپ کو گامیاں دیں۔ بلکہ بار بار
غندوں اور شہدوں کو کتاب سے بھی لگا
دیا۔ جنہوں نے پتھر مارا مگر آپ کو ہلکا
گرد یا۔ اور کبھی میل تک پتھر مارتے
آپ کا تعاقب کیا۔ اگر اس وقت چشم
گرد کیجئے کہ وہ زمینوں سے چھرموگ اور اسکی
گوشت سے نڈھال ہو کر ریل پر مرگ ایک
باغ کی دیوار تک لگا کر رکھتا ہے۔ اور ان
پتھر مارنے والوں کے لئے دعا کر رہے کہ

ربنا اھذنی تھوہی اھم اھم اھم
اسے میرے رب میری اس بندگی سے
اور نادانان تو مجھ کو ہر اہم اور سزا دہی فرما
میری یہ تو مجھے دکھ دے۔ ایداً ایداً
سے۔ مگر اس لئے کہ اسے میرے مقام اور
مرتبہ کا علم نہیں۔ یہ لوگ محض ناواقفیت
کے وجہ سے دکھ دے رہے ہیں۔ لے
میرے رب آتاپیں صبر رستہ کی طرف ہدایت
رنا۔ اس واقعہ پر مولوی صاحب نے لکھا
الذات عجز سے کہ اپنے خون کے پیالوں
کی ہدایت کے لئے دعا میں ہوں ہی میں۔ آتاپ
زمانہ پر ان سب سے دالوں کے لئے کوئی
مرا لفظ نہیں آتا۔ آپ کے لبوں پر ہر وہ نہیں
آتی بلکہ دل گرا ہونے سے نکل جھونکی اور
میں سزا دہی کے جذبات میں ڈوبی ہوئی یہ
دعا فرماتی باقی ہے کہ آپ اھذنی تھوہی
اھم اھم اھم اھم۔

بعید ہو اسی قسم کے کئی واقعات ہیں
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نظر کامل حضرت مسیح موعود
علیہ السلام کی مقدس زندگی میں بھی ملے ہیں
جن میں سے ایک واقعہ حضرت شیخ ظفر احمد
صاحب کی یاد دہی کی روایت سے بیان
فرماتے ہیں۔ اور یہ کہ حضرت مسیح موعود
علیہ السلام کی بیعت کے ابتدائی زمانہ میں امر
ست ایک اور نئی تحقیق کی سزا ہے تا جہاں

والے کیا اچھا ہے تاکہ ہم جوڑی موعود کی
سپاہی کی شہادت میں اور اسرار اللہ کی
راستبازی و مکرور کی شہادت دیتا۔
ایہ حال القلم انشا کا بھی
۱۹۱۷-۱۹۱۸ء میں ہندوستان میں اور چندی
دہوں میں ۷۸ لاکھ لڑکوں کو شہادت
کے والد کر کے چلی گئی۔

حدیث شریف اور انجیل میں بھی مسیح کی
آدمخانی کے دست ایک ایسی ہی دہانے
بھیلے کا ذکر آتا ہے۔ غرض یہ بیماری بھی
اپنی تمام جہر سنا ہوں کے ساتھ بیعت
فریح کی شہادت کی گئی۔

زمین و آسمان کی شہادت

عزیز قاریں
ذرت اسباب
طبعیہ اور معنوی سماویہ کے مطالعہ سے
پرستخفا ہوتا ہے کہ اس دور میں جو واقعات
عادت واقعات ظہور میں آئے اور ان
کے ذہن کو دلخیز ہونے جو جرت اور تشویش
پائی۔ اس میں خدا کی کوئی مصلحت کار فرم
قرآن پاک پر توجہ کرنے سے قوی ہوئی یہ
یقیناً جوڑی ہوئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا
اپنی آخری کتاب میں بار بار ایک ایسے
زمانے کا ذکر کرنا جب انسان علم نبیت
اور علم طغیان الارض میں بیوقوفی اور
رکے گا۔ فرود کسی مقصد عظیم کی طرف
دست راہ ہے

کو مثبت ہم اس قدر قریب دور
مسیح کو دیکھتے ہیں۔ جس کے عجائبات
نے کم سے کم دنیا کا چھوڑنا اس
ریچارڈ کو توڑ دیا ہے تو یہ معنی
یقین کی صورت میں بدل جاتا ہے۔
کہ دراصل قدرت نے اس طرح
زمانہ کو ایسے ایک نامور کے استقبال
کا ادب ستا ہوا تھا۔ ان کے طبع
سے پہلے فرشتوں نے سورہ مکرر
و غنیمہ کے مطابق محفل عالم
آراستہ کی۔ اور جب اس دور
اقدس کا نزول ہوا تو زمین و آسمان
نے براہ براہ کے ان کا استقبال
کیا۔ اور ان کی صداقت پر گواہی
دی۔
اس پر ہم عالم کو دیکھ کر
اس فرستادہ خدا نے کتنی
دست کہا

اس میں بار وراثت الالوت کی یاد میں
ای دوشا ہذا ہے میں فخر زمین و آسمان
سے

دیوبند ہے۔

۹۔ پیشکال - چار سے رسول کی بیماری باتیں۔ مسلمان کا زخم اور دینی مسائل سے گفت کر آیا گیا میرت خاتم النبیین پر امانی جاری ہے۔ پنجہرہ قاعدہ پیشکال کی طرف توجہ دلائی گئی۔

۱۰۔ کیرنگ - محرم میں اردو سیکھے کے کوشش کر دی ہیں۔ وقت پر گزار پڑھنے اور چونکہ تربیت کرنے کی طرف توجہ دلائی۔

۱۱۔ کر ڈالی - درس نثران کر دیا جاتا ہے۔ تربیتی جلسہ کیا گیا۔ تہذیب کا پابند کیا گیا۔

۱۲۔ مدراس - پلاس سپارہ باز جمہوریت نکتہ ۸۔ مدرسہ میں بائبل کشی فوج نصف پڑھائی گئیں۔ بچوں کو نکتہ ۸ پابند کرنے کے لئے کہا گیا۔

۱۳۔ شہنشاہی پٹیوہ - ایک دو سال کا بچہ کی عورت کو قتل عدہ پڑھانے کے بعد خراب کر دیا گیا۔ نکتہ ۸ پر مدرسہ پڑھنے اور چوتھے جہات کی طرف توجہ دلائی گئی۔

تشیعہ خدمت خلق

۱۔ خادیاں - سیکڑا خدمت خلق رہا۔ سب گھروں کا جگہ نگرانات معلوم کر دی گئی ہیں۔ مجتہد کرمیہ کی طرف سے ۵۰ روپے کے تحائف ابرہہ روپے نقد سے امداد کی گئی۔

۲۔ بنگلور - ایک غیر احمدی عورت کی بیماری پرسی کی گئی۔ محبت پر اسے سہی کر دیا۔ ایک بچے کو تپ سے کر دیں۔ قرین کیا گیا۔ ایک عورت منکرہ دوسرے ماہول سے کر دیئے گئے۔

۳۔ سکندر آباد - ایک بیوہ کے بچے کا دلچسپ ٹھکانا گیا۔ ایک بڑھیا کے مرنے پر اس کے کفن و دفن کا انتظام کیا گیا۔ ایک بیماری کی بیماری پرسی کی گئی۔

۴۔ دھاکھ پٹیوہ - ضرورت مندوں کی مسائل مال مدد کی گئی۔

۵۔ حیدر آباد - بیمار اور احمقہ جنوں کی امداد کی گئی۔ رہیں اسے اپنے جہیز سے سلطان خدمت خلق میں حصہ لینے پئے۔

۶۔ یادگیر - بیواؤں، یتیموں، غریبوں کی امداد پیشے سے اور کپڑے سے کی گئی۔

۷۔ سنارسی - جلسے میں انشوا منتر کے پانچوں کی خبر گیری کی گئی۔

۸۔ سوگنڈھ - حلقہ جلسہ ناخاندان کے خطوط لکھ کر بیماری پرسی کے حسب ضرورت امداد کی گئی۔ خوش اور نیک میں شریک ہوتے خریب بچوں کی تعلیم کا خاص خیال رکھا جانا۔

۹۔ سوگنڈھ - حلقہ جلسہ کپڑے سے نقدی دے کر کھانا کھلا کر خط لکھ کر مدد کی گئی۔

۱۰۔ پیشکال - ضرورت مندوں کی امداد کی گئی۔ بیماری پرسی کی بیماری پرسی کی گئی۔

مرنے پر اس کے کفن و دفن کا انتظام کیا گیا۔

۱۳۔ کر ڈالی - غریب کو کھانا کھلا کر امداد اور پے سے مردہ کی کئی بیماریوں کی بیماری پرسی کی گئی۔

۱۴۔ مدراس - اپنے اپنے مفلوں میں بہنوں نے کپڑے اور نقدی سے مدد کی گئی۔ بیماری کی بیماری پرسی کی گئی۔ ناخاندانہ کو خط لکھ کر دیئے گئے۔

۱۵۔ شہنشاہی پٹیوہ - غریبوں اور یتیموں کی امداد سے اور کپڑے اور کھانا کھلا کر دی گئی۔ بیماری پرسی کی گئی۔ خدا کے فضل سے مجتہد شہنشاہی پٹیوہ خدمت خلق میں بڑھ کر حصہ لے رہی ہیں۔

تشیعہ تباہی

۱۔ خادیاں - جلسہ سلاز اور جلسہ مدعو ہو کر جلسہ شہنشاہی کر دیا گیا۔ جلسے کی ضروریات مثالی کھلیں نیز سلسلہ کا طریقہ تقسیم کیا گیا۔

۲۔ بنگلور - پورے سال میں ۱۰ ماہ کے قریب غیر احمدیوں نے امیٹوں میں شرکت کی۔ سلسلے کے اہلکار اور سلسلے بہنوں کو پریشان کرنے کے لئے بیئے گئے۔

۳۔ غیر احمدی ستورات ڈیریلین میں ۳۵۰ سکندر آباد - دو غیر پرسی ڈیریلین میں اسلحہ اصول کی تلاش میں پڑھنے کے لئے گئی۔

۴۔ دھاکھ پٹیوہ - موت ایک مدعو بنگالی کی اسلام کی روشنی میں اس کے بچے سوانوں کے جواب دیئے گئے۔

۵۔ حیدر آباد - تبلیغ جلسے کے سلسلے۔ جس میں غیر احمدی عورتیں مثالی سٹیوڈیو تبلیغ کے موقع پر ڈیریلین کے لئے گئے۔

۶۔ سنارسی - شہنشاہی خدمت کے باوجود سلسلے کا طریقہ تقسیم کیا گیا۔

۷۔ سوگنڈھ - حلقہ جلسہ غیر احمدی اور غیر مسلم عورتوں کو اجلاس میں شرکت کی دعوت دی جاتی ہے اور وقت وقتاً تبلیغ کی جاتی ہے۔

۸۔ سوگنڈھ - حلقہ جلسہ ۲ تبلیغ کی گئی۔ طریقہ تقسیم کیا گیا۔

۹۔ پیشکال - دارالرحمہ غیر احمدی ستورات کو نشستہ وقت تبلیغ کی جاتی ہے۔

۱۰۔ کیرنگ - سلسلے کے گاؤں میں تبلیغ تقسیم کیا گیا۔

۱۱۔ کر ڈالی - مسند خور کو تبلیغ کی جاتی ہے۔

۱۲۔ مدراس - تبلیغی وفد کی آمد پر بہت سی غیر احمدی مسندوات کو دعوت دے کر جلسے میں شریک کر دیا۔ تبلیغ ہر امت میں ہندوستان پر مشتمل اہل مسند مختلف گاؤں میں ہوتے

کو جڑ - ایک بہن نے خادیاں سے مدراس تک مل کر تبلیغ کیا۔

۱۳۔ شہنشاہی پٹیوہ - ایک عورت ڈیریلین

ہے۔

تشیعہ ناصرالت الاحکامیہ

۱۔ خادیاں - دارالرحمہ اجلاس ہوتے مضمون اور تقریر کی پریکٹس کر دیا جاتی ہے

اسلام کی کتاب مشتمل کر دی گئی۔ اور اس کا امتحان کیا گیا۔ اول دو نم آنے والی بچوں کو روم مسلحہ اور پرانعام دو لگا چھبیس مدرسہ چل رہی ہے۔ اور جمہور یاد کرانی گئیں۔

۲۔ بنگلور - پارہ عشرہ بچوں کو زبانی یاد کر دیا گیا۔ مسلمان بائبل پڑھنے کی کوشش میں کتب مباحثہ کرنا اور مضمون پڑھنا سکھایا گیا۔ اسہ لکھی گئی کتاب ختم کرانی گئی۔

۳۔ دھاکھ پٹیوہ - دارالرحمہ اجلاس ہوتے ہیں۔ تجارت و نظم و انکساری میں سنجاقی ہیں۔ نماز کا کلام یاد کر دیا گیا ہے۔ اسلام کی پہلی کتاب پڑھائی جا رہی ہیں۔ درگاہ عثمان دینے والی بچوں کے نام بچو آئے گئے۔

۴۔ یادگیر - دینی تعلیم دی جا رہی ہے۔

۵۔ حیدر آباد - دارالرحمہ اجلاس ہوتے ہیں۔ تجارت و نظم و انکساری میں سنجاقی ہیں۔ نماز کا کلام یاد کر دیا گیا ہے۔ اسلام کی پہلی کتاب پڑھائی جا رہی ہیں۔ درگاہ عثمان دینے والی بچوں کے نام بچو آئے گئے۔

۶۔ سنارسی - شہنشاہی خدمت کے باوجود سلسلے کا طریقہ تقسیم کیا گیا۔

۷۔ سوگنڈھ - حلقہ جلسہ غیر احمدی اور غیر مسلم عورتوں کو اجلاس میں شرکت کی دعوت دی جاتی ہے اور وقت وقتاً تبلیغ کی جاتی ہے۔

۸۔ سوگنڈھ - حلقہ جلسہ ۲ تبلیغ کی گئی۔ طریقہ تقسیم کیا گیا۔

۹۔ پیشکال - دارالرحمہ غیر احمدی ستورات کو نشستہ وقت تبلیغ کی جاتی ہے۔

۱۰۔ کیرنگ - سلسلے کے گاؤں میں تبلیغ تقسیم کیا گیا۔

۱۱۔ کر ڈالی - مسند خور کو تبلیغ کی جاتی ہے۔

۱۲۔ مدراس - تبلیغی وفد کی آمد پر بہت سی غیر احمدی مسندوات کو دعوت دے کر جلسے میں شریک کر دیا۔ تبلیغ ہر امت میں ہندوستان پر مشتمل اہل مسند مختلف گاؤں میں ہوتے

کو جڑ - ایک بہن نے خادیاں سے مدراس تک مل کر تبلیغ کیا۔

۱۳۔ شہنشاہی پٹیوہ - ایک عورت ڈیریلین

۱۴۔ حیدر آباد - دارالرحمہ اجلاس ہوتے ہیں۔ تجارت و نظم و انکساری میں سنجاقی ہیں۔ نماز کا کلام یاد کر دیا گیا ہے۔ اسلام کی پہلی کتاب پڑھائی جا رہی ہیں۔ درگاہ عثمان دینے والی بچوں کے نام بچو آئے گئے۔

۱۵۔ یادگیر - دینی تعلیم دی جا رہی ہے۔

تشیعہ مال

چندہ عمری وصول شدہ نجات ہمارا لاند بھارت ماہ اکتوبر ۱۹۵۷ء تا ستمبر ۱۹۵۷ء بہنوں کی خدمت میں پیش ہے۔

۲۶-۹۹	مجتہد دارالرحمہ شہنشاہی پٹیوہ
۱۱-۸۷	پارکوش
۲۳-۹۹	سنارسی
۳۴-۹۸	حیدر آباد
۵-۷۵	دھاکھ پٹیوہ
۱۸-۰۰	سوگنڈھ
۱۳۶-۹۳	خادیاں
۸۲-۰۰	سکندر آباد
۴۲-۰۰	مداس
۱۰-۰۰	کر ڈالی
۱۴-۰۰	بنگلور
۰۰-۱۲	بھرت پور
۲۶-۰۰	کیرنگ
۲۰-۰۰	پیشکال
۱۱-۵۰	شہنشاہی پٹیوہ
۱۰-۰۰	کابیکٹ
۲-۰۴	پٹیوہ
۲۸۷-۱۹	کل میزان

چندہ مسجد لینڈ

چندہ مسجد لینڈ پٹیوہ میں اکتوبر ۱۹۵۷ء تا ستمبر ۱۹۵۷ء تفصیلی ذیل مختلف نجات کی ذریعہ سے وصول ہوا۔

۱۸۲-۵۰	شہنشاہی پٹیوہ
۶۲-۷۷	حیدر آباد
۱-۳۷	کنا ندر
۴۱-۹۹	سوگنڈھ
۴۶-۹۷	خادیاں
۵۱-۰۰	بھرت پور
۳۷-۹۲	دھاکھ پٹیوہ
۳۶-۳۷	کر ڈالی
۱۰-۰۰	چک مسک
۲۴-۵۰	پارکوش
۰۰-۵۰	راٹھ
۱۵-۰۰	مظفر پور بہار
۱۳۴-۲۵	یادگیر دھاکھ
۲-۰۰	کوش گڑھ
۳۰-۰۰	اسٹے ڈرلینڈ
۹۰-۰۰	مسندہ باری
۸-۰۰	پیشکال
۶۶-۶۲	چک ایرج
۱۵۰-۰۰	موکال
۲۷۲-۵۰	پشنت کٹھ
۵-۵۰	جنوں
۷-۰۰	یاڑی پورہ
۳-۰۰	ماڑو جن
۱۰-۰۰	شورٹ
۱۰-۰۰	کوڈالی
۵-۰۰	بھرت پورہ

(باقی صفحہ پر)

جماعت احمدیہ ذریعہ قرآن شریف کی وسیع اشاعت

اداکرم مولوی محمد شریف صاحب فاضل سابق مبلغ ملا عمریہ

جماعت احمدیہ کی بنیاد خدا تعالیٰ کے حکم سے حضرت سرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کے ذریعہ اس چوہدری (سوی کے سر پر رکھی گئی) اور اس کا مقصد یہ نزارہ یا یکہ کہ ابن اسلام کو زندہ کیا جائے اور شریعت محمدیہ کو از سر نو دنیا میں نشا ثبات کیا جائے۔ اور خدا تعالیٰ کا وہ پیش گوئی جو قرآن شریف کی سورۃ صف میں رکھا کہ نبی اور رسول صالح بالہدیٰ آجڑین الحق لیظہرنا علیٰ المدین کلہ کے الفاظ میں بیان کی گئی ہے یعنی قرآن شریف کو تمام اداہان کے مقابلہ میں وردگ و زبردگی کے دکھایا جائے۔ اس کے ذریعہ پوری کی جائے۔

یہ ہے خیال میں اس بات کے ذکر کرنے کی مشابہت کہ ضرورت ہو کہ جب ہم اسلام کا لفظ لوتے ہیں تو اس کا صحیح اطلاق قرآن شریف ہوتا ہے۔ کیونکہ حقیقی اسلام وہی ہے جو قرآن شریف کے اندر بیان ہوا ہے اور اس کے علاوہ جو بھی ہے خواہ وہ احادیث ہوں۔ یا فقہ یا تعداد یا کوئی اور علم و معرفت وہ سب قرآن شریف کے منکر و فاسد ہوں گے ان کی مستقل حیثیت قرآن شریف کے بغیر بھی نہیں۔ اور اگر خیر تعالیٰ کی کتاب قرآن کے مخالف یا مقابہ میں کوئی کتاب اس کی نظر اور شریف کے طور پر خیال کی جائے سزاوار سر اسراہل ہوگا۔

اسلامی تاریخ اس بات کی گواہی دے سکتی ہے کہ کئی صدیوں پہلے سے تیرہویں صدی کے آخر تک گو تقوت و حدیث و فقہ و منطق و فلسفہ و طب اور علوم خدائی زبان و صرف و نحو و لغات (مخاض طوری قرآن اسلامی حاکم) میں بڑے زور و زحمت سے پڑھے اور پڑھائے اور ان پر بہت سہکتا ہیں مکھی جاتی ہی ہیں۔ اور حلقہ ہائے درس گرم ہوتے ہیں۔ مگر ان کے مقابلہ پر قرآن شریف کی غیر مسلمانوں میں اشاعت اور اس کے آیات بینات کا پڑھنا اور پڑھنا پر اظہار یا بلوغت یا بزرگیوں کو قرآن مجید کے ذریعہ اسلام کی طرف دعوت بالکلی مقصود تھی۔ یہ سہ جیمت کوہر کے بغیر غرض امتحان کسی دانشمندی کا نہ تھا۔ اور ہم یہ بات بلا خوف تردید کہہ سکتے ہیں۔ کہ گذشتہ تین سو سال تک گذشتہ ایک

نزار اسلام کے مسلمان اور موجودہ نزار کے غیر احمدی مسلمان بھی قرآن شریف کے ذریعہ اشاعت اسلام کو بھی نہیں سکتے تھے۔ کیونکہ ان میں بعض ایسے تھے جو سراسر ہو چکے تھے۔ کہ وہ ان عقائد و نظریات رکھتے ہوئے قرآن شریف کو غیر مسلم افواہ کے سامنے پیش نہیں کر سکتے تھے۔ مثلاً جو شخص یہ عقیدہ رکھتا ہے۔ اور کہ اسلام بڑے دشمن پھیلائے۔ اور قرآن شریف ہی حقیقت و صداقت خود اپنے دلائل سے منوا نہیں سکتا۔ بلکہ مسلمان کا یہ فرض ہے کہ وہ برحق ہے جو مسلمان نہیں ہو سکتے۔ کہ وہ مسلمان ہو جائے۔ اور اگر وہ مسلمان نہ ہو تو اس کی گردن تلوار سے اڑا دیں۔ یا یہ عقیدہ رکھتا ہے۔ کہ قرآن مجید خدا تعالیٰ کے کتاب تو بیفک ہے۔ مگر وہ ایسا مفہوم اور مدعا خود بیان نہیں کر سکتا۔ بلکہ اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ احادیث کی کتاب کا محتاج ہو۔ یا یہ عقیدہ رکھتا ہے۔ کہ قرآن شریف میں باوجود سبب و سبب یا یہی یا پانچ آیات منسوخ ہیں۔ جن پر عمل واجب نہیں۔ یا یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ قرآن مجید کا عربی زبان کے علاوہ کسی دوسری زبان میں ترجمہ کرنا منع ہے۔ یا قرآن مجید کا ترجمہ ہو ہی نہیں سکتا۔ یا خود قرآن شریف کے سامنے والا اپنی زندگی ایسی پاک و صاف دیکھ کر رکھتا ہو جسے بلور قرآن شریف کے ایجاز اور تزکیہ نفس کے ایک نمونہ کے مخالفوں کے سامنے پیش کر سکتا ہو۔ وہ بزرگ سرگرم قرآن شریف کی اشاعت جو مسلم افواہ میں کر نہیں سکتے۔

لیکن جب خدا تعالیٰ کی یہ مشیت ہو گئی کہ وہ اپنی پاک کتاب قرآن شریف کا مزین دنیا میں ظاہر کرے۔ اور غلام وہ عقائد ناسخہ اور افواہ یا طبلہ و اکاس جلی طرح قرآن شریف پر چڑھا دیئے تھے۔ پتھے اور اس کی طرف متوجہ کر دیئے گئے۔ تب ان کو دور کر دے تو اس نے حضرت سرور اسلام احمد قادیانی علیہ السلام کو اس کام کے لئے منتخب فرمایا اور آپ کو خود قرآن شریف سکھایا۔ اور آپ کو کہا۔

اسو حلی۔ علیہ انقرآن لتنتدرا قوم ما اندر آتارہم ولتستدینا سبیل الحیما مینا۔ گرض خدا نے مجھے قرآن سکھایا

ہے۔ تا تو اس قوم کو جسے پاپ دادوں میں خدا کا کوئی نذر نہیں آیا خدا کے عتاب سے ڈراسے اور تا تیرے ذریعہ مجرموں کو معلوم ہو جائے۔ کہ وہ غلط راستہ پر چل رہے ہیں۔ لہذا آپ نے میرے پہلے پنی کتاب یا ہن احمدیہ میں قرآن شریف کی حقیقت اور سچائی اور اس کا اعلیٰ و افضل حال سکھایا اور اس کی شان کا تمام کتب سماویہ سابقہ سے بزرگ و بڑے سہانہ نظم و نغمہ اردو اور فارسی میں بیان فرمایا۔ جن کا ایک نذر یہ ہے۔۔

ان تو ریاضت قرآن صبح منظر دیدہ غریبے دل با باد صوب دیدہ این دشمنی و بلعانی نفس الضعیف نزارہ دیں دہری ذوقی کسی در ترمیزہ برست لفقہی ہے عیسایان ہا نہ تھا وہی پڑھنے کو تمنا از چاہ کر کشہ از عشق معانی صد با دق لوق آوڈ قدولای نازک نزلان نازکی عمیدہ کیفیت علومش دانی پو شان دارد شہدایت آسمانی از حق پیکرہ آئی شد صداقت چون در عالم آورد سلام شب برستی درخیز خود دیدہ رفتے نہیں نہ عین ہرگز سے دنیا آگے کا ہا خدایا روش آرمیدہ جہی کہ ہمیشہ شرف خزان عبادت دال ہے جزو علم خاںے خاںے خاںے خاںے باران فضل زمان آرمیدہ یدکت آخر ازے گشتے ذکر دہریہ میک بی ہا نہ شانہ انار کے زشیطان آقا بشر بلکہ کہ ہرگز دہریہ نے کان دل را بی دام کز جانب تو نورش خدایا کیس خلق آفریدہ سبیل نامہ پاکس مجرموں قوی میں نیرا کہ ان خفاں میں نورت با بیدارہ

اور قرآن پاک کی محبت دلوں میں دلگداز اور اس کے حلقہ کا جلوہ ایسے طور پر لوگوں کو دکھایا کہ صادقان الایمان اس کی اعتبار میں یہ کہنے پر مجبور ہوئے اور جن صاحب قرآن نور جان شریف ہاں ہے ہر سچے چاند اوروں کا ہمارا چاند نظر آئے ہر ایسے احمدیہ کے عالم و جمہوری آئے ہر لوگوں کو علم ہوا کہ قرآن شریف ایسی اعلیٰ اور سب سے نفیر کتاب ہے۔ جسے کتاب کے اس کو موجودگی میں ہر کسی دہریہ کتاب کے محتاج نہیں۔ اور حشمت اللہ کتاب اللہ ہمارے ہے خدا کی کتاب ہے۔ سو نبی صبح عقیدہ ہے اور ہم لوگوں کو اسلام میں اس کے ذریعہ داخل کر سکتے ہیں۔ اس کے ہوتے ہوئے کسی عوام و بندہ کو کبھی جنت و جہنم دلواؤں کی ضرورت ہی باقی نہیں رہتی۔ اور یہی وہ حقیقت ہے۔ بار بار کہتے ہیں جو جماعت احمدیہ کے ہرگز کے دل میں عشق و ہوگا۔

لہذا جماعت احمدیہ نے اپنی تمام تر نزارہ قرآن شریف کی طرف مبذول کلی ادارہ کے خیزوں سے اپنا دل چھڑا لیا۔ اور سیف و سنان کا انتظار یا ان کو استخوان کرنے کی بجائے

جاہل و ہم بہ جہاد کیا ہوا قرآن شریف کے ذریعہ جہاد کو بر شروع کیا۔ جماعت احمدیہ کی بنیاد خدا تعالیٰ کے حکم سے قادیان میں رکھی گئی۔ جو ہندوستان میں واقع ہے۔ ہندوستان کے ہندوؤں اور مسلمانوں کی مشترکہ زبان اردو تھی۔ اسلئے میرے پہلے قرآن شریف کی اشاعت اردو زبان میں شروع ہوئی۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب اور اس کے ملفوظات جو قرآن شریف کے علوم کے حوزے میں ہندوستان کے کوٹنگو گروہ میں شائع ہوئے۔ اور مسلمانوں، ہندوؤں، عیسائیوں اور مشنوں اور دوسروں پر قرآن شریف کی شان کو ظاہر کیا گیا۔

پھر حضرت مولانا شیخ یعقوب علی صاحب ترازب تم غزالی کی مرتبہ تفسیر اور اردو ترجمہ قرآن شریف ہوئے۔

رسالہ تفسیر القرآن کا اجراء ہوا۔ جو حضرت مولانا سید محمد مروتہ صاحب تحریر فرماتے تھے۔ اور ہر سال تک با تفسیر شائع ہوتی ہی۔

مسیح محمدیوسف صاحب ایڈیٹر ٹورنٹے قرآن مجید کا کونسی اور ہندی میں ترجمہ کر کے شائع کیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعی ایہ اللہ تعالیٰ کے تفسیر کے ۱۹۳۶ء سے ہزاروں کی تعداد میں شائع ہو کر ہندوستان و پاکستان کے گوشہ گوشہ میں پھیل رہی ہے۔ اور ایک عالم کو قرآن شریف کا عاشق بنا رہی ہے۔ گذشتہ سال آپ کی تفسیر صغیر اور والدین کے لئے لکھی تھی۔ غیر مترقبہ مقصد پر چوہدری آئی ہے۔ والحمد للہ علی ذالک۔

گو عالم معر ہندوستان و پاکستان میں قرآن شریف کی اشاعت ایک بہت بڑا کارنامہ ہے۔ اور ایسی کوڑ بندہ ناز خدا کو خدا تعالیٰ کے کتاب کے صوت و احسان اور جمال و کمال سے روشنی کرنا خاص مردان خدا کا ہی کام ہے۔ گو کہ لوگوں خدا صرف آریہ دہشت میں ہی محدود نہیں بلکہ اس کے مشرق و مغرب اور شمال و جنوب میں بھی مردوں کو موعود پر ایمان دانا کی نیا نہیں یہ معلومت اپنی مختلف ہیں۔ اور وہ عربی زبان سے لیکھنا اور ایک عربی آشنائی نہیں۔ اور وہ بھی خدا تعالیٰ کی رحمت کے اس طرح محتاج ہیں۔ چینیہ اہل ہند اسلئے ضروری تھا کہ سارے جہان میں یہ نعمت پھیلانی لگائی۔ اور ان کی زبانوں میں ان کو قرآن شریف کے مفہوم سے

آگاہ کیا جاتا۔ لہذا جماعت احمدیہ کے مروجہ نام

”حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب“

علمیۃ المرجعۃ الاثنی عشریۃ اللہ بغمہ العزیز نے اس طرف بھی توجہ فرمائی۔ اور فرمایا کہ میں یہ ترکیب فرمائی کہ دنیا کی آٹھ بڑی بڑی زبانوں میں جو اس وقت دنیا کے معتبرہ حصوں میں رائج ہیں۔ یعنی انگریزی، فرانسسہ، ہسپانوی، پرتگیزی، سینیگلی، ایٹالیائی، جرمنی، روسی، عربی، قرآن مجید کے تراجم شائع کئے جائیں۔ اور ان کی دنیا میں کثرت سے اشاعت کی جائے تاکہ دنیا کا بیشتر حصہ قرآن مجید کے مفہوم پر اطلاع پائے۔ اور وہی قرآن جس کے کلمات شریفہ صریحہ میں قرآن اوسطاً مشرقاً اور مغرباً مشرقاً اقصیٰ کے لوگوں کو اپنی برکات سے ماہمال کیا۔ اور ان کے دلوں کو اپنا گوردیہ بنا کر دے۔ اب اپنی یورپ اعران کی منتشر و مغفل قوموں کے دلوں کو بھی مستحق کرے اور ان کے تمام کلمہ پڑھنے والوں کے دلوں کو شرف جلی دیتی کا دنیا سے تعلق قیہ کرے۔ اور عظیم الشان ترکیب پر جو جو لکھے اور ان علوم فنیہ نے کسی بھی کے دنیا میں آنے کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ قرآن شریف کی عظمت لوگوں پر ظاہر کرے۔ جماعت احمدیہ نے ہزار ہا روپیہ اس کی خدمت میں اس سفر میں کے لئے پیش کیا۔ اور اس کے بعض شاگردانہ ترقی آج جا رہے ہیں۔

قرآن شریف کا کھل انگریزی ترجمہ پہلے پندرہ پاروں کی تعداد شائع ہوئی۔ اور ہندوستان پر چھپا کر اٹھان صاحب برہنہ پبلشرز، بومباؤنڈ اسٹیٹس امریکی (ٹریڈنگ) کمپنی کو پیش کئے گئے۔

جس کو حضرت قرآن شریف ۱۹۰۲ء میں شائع ہوا۔ اور پھر اس کے مختلف ملک میں کثرت سے شائع کیا گیا۔ اور خاکسار نے اس کا ایک نسخہ پریڈیلٹنٹ اسٹیٹس آف امریکہ کو بھی پیش کیا۔

فوج ترجمہ قرآن مجید ۱۹۰۵ء میں شائع ہوا اور ہالینڈ اور ایٹلیٹ انگریزی میں کثرت سے شائع کیا گیا۔ مشرقی افریقہ کے ساحل علاقوں کے لئے قرآن شریف کا سواسی ترجمہ ۱۹۰۵ء میں شائع کیا گیا۔ اور مشرقی افریقہ میں کثرت سے اس کی اشاعت کی گئی۔

الغرض ہم جماعت احمدیہ کے ہر ایک اور بطور عقیدت سمجھتے ہیں۔ و لا حولہ و لا قوتہ

جماعت احمدیہ نے نہ صرف قرآن شریف کی اصدالی تعلیمیں باجا سے اور فقہ فقہاء عربی و اسلامی اصول کی تلاش میں اور حدیث یعنی عینی اسلام پر کھساری دینا میں کثرت سے شائع کی ہیں۔ نیکو و قرآن شریف کی بھی اس قدر کثرت سے اشاعت کی ہے۔ کہ یورپ و امریکہ اور افریقہ و ایشیا اور ہندوستان کے اہل علم میں اس بات پر

بیرونی ممالک میں جماعت احمدیہ کی تبلیغی سرگرمیاں

ان کرم کلمہ الدین صاحب جید آبادی شعلہ جامعہ احمدیہ قادیان

بار سے ہی دائرہ رنگ میں پیشگوئیاں فرمائی ہیں کہ اسلام پر ایک شدید دھبہ دوڑے گا۔ اسے لگے لگے اہل اسلام رکھائیت سے بیک وقت ہٹا کر کے دنیا کو یوں پر مقدمہ کریں گے۔ اس طرح عیسائیت کے نظریہ کا بیان کرتے ہوئے آج سے تینتالیس سال سے بھی ڈرایا۔ لیکن ان اندازی پندوں کو نظر انداز نہیں فرمایا۔ بلکہ ہر صدی کے سر پر جمہور کی کلفت کا مزہ دھاتا

چھٹا پڑھو اور یہ صدی چھٹی کے آغاز میں اسی زمانہ کا قیام و مسیح مرعوض اور جدی معبود تھے غفلتوں سے سرخیز ہو کر اور ان کی دہرائیں اور مفیات کے سنجیداریوں سے لیس ہو کر منہ کی کوز میں بی طون تھیں ہو رہی ہیں حضرت مرزا غلام احمد صاحب تادیا یا علیہ السلام۔ آپ نے جب یہ دعویٰ فرمایا کہ میں مسیح اور محمدی ہوں جس کی آمد کا انتظار دنیا کی تمام اقوام کو تھا۔ تو دنیا میں ایک شور مچا ہوا تھا۔ مخالفت کا وہ سہل غنیمت تھا کہ ان

الحمد للہ آپ کو اور آپ کی مخلص جماعت کو کھانے کے کوئی دقیقہ نہ گذرنا اشتہار نہیں کیا گیا تھا۔ لیکن منت نقدیہ کے مطابق آپ کے مقابل صرف آراہوں نے

دائے ذلیل اور اکام رہے ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے قریب وعدہ کتب اللہ لا غلظ لہن انما و سبیلہ کے مطابق اس جماعت کو گزشتہ کئی برسوں سے نکال کر منظر عام پر لے آیا۔ اور رفتہ رفتہ اس جماعت نے ہندوستان میں اپنی تبلیغی جہاں پھیلادیا۔ لیکن چونکہ آنحضرت صلعم تمام ملکوں اور قوموں کے لئے مبعوث کئے گئے تھے۔ اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کا کام اہل عالمگیر تھا۔ چنانچہ اس جماعت نے غیر ممالک میں بھی تبلیغی مشق قائم کر لی ہے۔ اور آج کے روزوں میں تبلیغ اور اشاعت اسلام کا کام کرنے والی آگ کوئی جماعت ہے تو وہ صرف اور صرف جماعت احمدیہ ہے۔

کرتے ہیں یہ نام کرتے ہیں اس کے ساتھ مشق کرتے ہیں۔ یس یہ ممکن نہیں کیوں کہ تمام اور تقییریں جاری ہے تمام اور تقییروں کی کسی رنگ میں بھی ممکن ہو سکتی ہے۔ گوہ بوشہ در مقابل دس کوہ وسیمہ کسی چوہانے جہاں شہر کھنڈا کر

آج سے قریب پونے چودہ برس قبل روحانیت کا ایک عظیم الشان آفتاب اہل طلائع کی قرون کے ساتھ آج صوبہ پر نور دار پڑھا جس نے اہل تاباک کو یوں سے ریز میں عرب کو منور کیا تھا۔ جن کے لئے ہاتھ میں آتشیں شریعت اہل کاشان کو دیا تاکہ وہ بھی جتنی جس نے ایک درود، چھٹی اور ہفتاد ہزار قسم کو تشریحات سے نکل کر باہر خرچ تک پہنچا۔ اور جس کی مسالک پر روشنی نے ایک دنیا کو جمع کیا۔ اور وہ

ہیں ہائی اسلام مرزا کائنات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مقام میں اپنی پیش پھل جو ہر اہل عالم کی نذر کیا۔ جو ابی مثال آپ ہے۔ باوجود دنیا کی سخت مخالفت اور رکاوٹوں کے اس کو زور حاصل ہوا۔ اور دیکھیے دیکھیے دنیا کی چاروں سمتوں میں پھیل گیا۔ لیکن آپ کی وفیات کے بعد ہر سال ایک شخص اسلام کو تشریح اور حفاظت کا کام لگتا شروع ہوا۔ اور حقیقت یہ بھی ہائی اسلام کی صداقت کا ایک زبردست ثبوت ہے۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس

غذہ گواہی پر کہ قرآن شریف کی جس قدر وسیع اشاعت جماعت احمدیہ نے دنیا میں کی ہے کثرت سے یہ صوبہ میں اس قدر اشاعت کسی بھی اسلامی جماعت اسلامی جماعت نے دنیا میں نہیں کی۔ وذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء

اور ان تمام اور تفسیروں کے ساتھ ساتھ زہ و ثمرات بھی جماعت احمدیہ نے حاصل کئے ہیں یعنی خدا تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کے اس کام کو اپنی رضامندی کے عطر سے مسوح کیا۔ اور بہت سی مسیروں میں امریکہ اور افریقہ اور یورپ میں قوموں سے نعمت اسلام سے مشرت ہوئی۔ خدا ملک لفضل التدریہ من یرت و

مکن ہے کوئی صاحب کبریٰ کوزان شریف کے ان تراجم کی اشاعت سے جماعت احمدیہ کو کیا تکفیل حاصل ہوئی؟ یورپ کے عین پاروں نے اپنی قرآن شریف اور مہیوں کے کچھ انگریزی اور جرمن ترجمے کو کثرت سے شائع کر دیئے تھے۔

یہ صوبہ کے لئے ہمارا یہ جو اسے کان لوگوں نے قرآن شریف کے تراجم کیے جن میں یوں کو چھپانے اور اپنی زبان و لغت میں لکھنے کے لئے تھے۔ مگر جماعت احمدیہ نے قرآن شریف کے جس و خوبیوں اور کمالات کو ظاہر

اور یہ ایک کلمی سببی حقیقت ہے۔ جس کا پتہ دو کبھی اعتراف ہے۔ چنانچہ پھر کامشہور اخبار الفیض شمارہ ۲۵۰ امرجمادی الثانی ۱۳۰۵ھ کی اشاعت میں لکھا ہے۔

”جو شخص بھی ان لوگوں کو جماعت احمدیہ کے جوت اچھے کاموں کو دیکھے گا حیران و شگفتہ ہوئے۔ نیز نہیں رہ سکتا جس طرح اس جماعت کی جماعت نے انسانی جہاد کیا ہے۔ جسے کوڑا پھانسی نہیں کر کے موت دینی جو اس راہ میں اپنی جانیں اور اموال خرچ کر رہے ہیں۔ اور تیار و غریب مشہور رسالہ ”توحی“ ماہ اکتوبر ۱۳۰۵ھ میں لکھا ہے۔

اس عقیدت سے انکار نہیں ہو سکتا کہ اجماعی جماعت نے ہندوستان سے باہر وہ کام کر کے دکھائے جو کسی ملک کے مسلمانوں نے اس وقت تک نہیں کیا تھا۔

مشہور اخبار ”صدق جیدہ“ لکھنؤ میں ملاحظہ فرمائیں صاحب دروہادی حضرت کلاہٹ سے شائع شدہ کتاب ”تذکرہ تبلیغ اسلام“ میں کے کتا رو تک پریڈیلٹنٹ نے ہر رقم طراز ہیں۔

جماعت احمدیہ قادیان اپنے رنگ میں جماعت تبلیغ اسلام کے سلسلہ میں کئی بے پیر رسالہ اس کا پورا مرتب ہے۔ جماعت کے مضمون یورپ امریکہ مشرقی افریقہ ہندوستان اور ہندوستان کے تمام ملکوں کے مختلف مقامات میں قائم ہیں۔ ان سب کی کثرت اور ان کی کامیابیوں ان سے تبلیغی شریعت کی اشاعت انگلینڈ فرانس جرمنی۔ فرانس۔ اسپین۔ ناروی۔ برطانیہ۔ اٹلی۔ ہالینڈ۔ سوئیٹزرلینڈ۔ ہندوستان اور اسی زمانہ میں ان کی جماعتوں اور شاخوں میں رسائی کی کثرت اور اشاعت اور دوسری طرف ان کے ذکاوت و علمیت کی نظر آجائے گا۔ اور ہر لوگوں کے لئے جو بھی کثرت نقد اور نازاں ہیں ایک اتنا زیادہ عورت کا کام دے گا۔ تاکہ ہر قوم کو شرف و قدر و عہدہ کی ایک تازہ اشاعت میں افریقہ سے شائع ہونے والے جماعت احمدیہ کے ایک انگریزی اخبار ”پہلو“ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

پہلے ہندوستان کے ایک ایک موصول ہوا جس کے اندر سے پھر پڑے ایک انگریزی جو صوفیہ ہر

قرآن کریم میں بیان شدہ قصص انبیاء کی حکمتیں

از کم مولوی محمد ابراہیم صاحب فاضل قادیانی

بعض ائمہ فاضلین اسلام نے قرآن کریم کی تعلیم کا اصول، ناقص و نامفہوم ثابت کرنے کیلئے اس کا خلاصہ مفہوم نہایت ہی خوبصورت طریق سے پیش کرتے ہوئے لکھا ہے کہ مسلمان اس بات پر فخر کرتے ہیں کہ قرآن کریم جو مہربان حق و معارف سے بھرپور ہے اور وہ ضروریات دین کے بیان کرنے میں بھی بات سے قاصر نہیں اور کوئی ایسی بات نہیں جو اس میں موجود نہ ہو۔ اور قرآن کی کوئی جہم و عسری ہے کہ وہ اس کو کوئی قسمت نہیں دے سکتے لیکن ان مومنین کے نزدیک جو قرآن کریم میں ہے اس کا اثر حضرت نوح علیہ السلام کی وفات کا مجموعہ ہے۔ اور اس کے سوا اس میں ضروریات دین میں سے کچھ بھی بیان نہیں کیا گیا ہے تو قلیل ترین ہے۔

از مفسرین کا یہ خیال ہے کہ قرآن کریم میں کوئی قصہ یا کہانی ایسی نہیں جو خدا کی اہم ہونے کی دلیل ہو تو یہ تعارف واقعہ ہے۔ علاوہ انہی یہ معیار سراسر اس حکمت ہے جسے عقل تسلیم نہیں کر سکتی۔ اور وہ درجہ اول و صف بھی اس معیار کے مطابق پورے نہیں آتے۔

میں اس جگہ یہ دکھانے کی کوشش کر رہا ہوں کہ قرآن کریم میں مذکور انبیاء کے واقعات تاریخ کی اندر کی درجہ اول سے معرفت رکھتے ہیں۔ وہ بعض قصہ کہانی نہیں بلکہ ان کے اندر بہت سی حکمتیں اور فرائض ہیں۔ اگر قرآن کریم سے اپنے اندر بعض گزشتہ انبیاء کے واقعات اور تاریخی قصص کو تو فریبت کا لازمی جزو تھے تاہم فاضلین کا ان کے

مستحق یہ کہہ دینا کہ وہ اساطیر اللادین ہیں قرآن کریم کی کچھ بھی قصص انہیں نہیں سمجھا سکتا اور نہ ہی ان واقعات کی حکمتیں، اصل ہو سکتی ہیں۔ اس جگہ ہم یہ بھی سمجھنا چاہتے ہیں کہ قرآن کریم کی شان کی قدر کی گئی ہے تاکہ ہم لوگ قرآن کریم کی شان کی قدر

بلند ہے۔ گزشتہ تاریخ سے انسان کو بہت سے امور حاصل ہوئے ہیں۔ کیونکہ تاریخ و انسانی تجزیہ اس کے لئے بہت بڑی راہنمائی کا باعث ہیں۔ اس زمانہ میں تاریخ کو جو اہمیت حاصل ہے وہ کسی پرانے لکھے انسان سے خفی نہیں۔ تاریخ کو اس زمانہ میں بڑی ترقی حاصل ہوئی ہے۔ ریکارڈ کے ذریعہ سے اس سے غیر معمولی فائدہ حاصل کئے گئے ہیں۔ اور ہر باقی تاریخ کو جدید اساطیر کے بعد یہ بڑا اور کامیاب مانچے میں ڈھال دیا گیا ہے۔ قرآن کریم نے اپنے مخصوص رسالت میں باقی تاریخ کے ایک درخشندہ حصہ کو جس کا ذکر ہم نے قلیل تھا۔ جدید ہر ایسی پیش کش کے لئے اس کے اندر

(۱) قرآن کریم نے واقعات کو تاریخی رنگ میں بیان کرنے کے معنوں میں عام فہم اور ہر خاص و عام کے استفادہ کے لئے اسے دلکش بنا دیا ہے اس طرح قرآن کریم میں ایسی ہی کہانیاں سامان موجود ہے۔ ہم تو دیکھتے ہیں کہ آج دنیا کی ہر قوم واقعات و قصص کے رنگ میں تعلیم و تربیت کو بہترین ذریعہ خیال کرنے لگی ہے۔ اور تجزیہ نے بھی اس کی تصدیق کر دی ہے۔ آج مختلف زبانوں میں ہزاروں کتابیں لکھی اور کئی زبانوں میں ترجمہ کی گئی ہیں۔ اور لوگ انہیں نہایت دلچسپی سے پڑھتے ہیں۔ اور ان سے کئی قسم کے فوائد حاصل کرتے ہیں۔ قرآن کریم نے بھی اس مفید طریق کو اختیار کیا ہے۔ پس اس کا یہ کارنامہ تو نہایت ہی قابل تحریف و تحسین ہے نہ کہ

نور قرآن

- دہلا امیرنا حضرت سید محمد علی شاہ باقی سندھ احمدیہ -

قورسہ قاتل ہے جو بولنے والے اور جلا نکلا
حق کی توجیہ کا مہاراجا ہے جیسا لفظ پودا
یا الہی تیرا قرآن ہے لگا عالم ہے
سب جہاں جہاں چکے لاری کا نیر دیکھیں
کسے اس نور کی من بو جہاں میں سیرج
ہیے جسے شے کہو مری کا عصابے زوال
ہے قصہ انبیاء کی نمودگار و گریہ و زور
زندگی ایسوں کی کیا خاک ہے میں دنیا میں
جہنم سے آگے ہی لوگ تو حل جاتے ہیں
جن کی ہر بات فقط جھوٹ کا پتلا نکلا

کی روح میں۔ اور میں نے بغیر قرآن کریم کبھی کبھی کتاب نہ دیکھا سکتا تھا درحقیقت قرآن کریم ہی ایک ایسی کتاب ہے جس سے اگر تاریخ کی صحیح بنیاد تو نہیں بنانے کا ہے۔ اور تاریخ کی طرف توجہ دلانے ہوتے تاکہ خدائی ہے کہ دنیا کو اپنی الارض کا فضل و کثرت کا حق حاکمیت اظہار میں۔ یعنی تاریخ کی زندگی و رویت پر ہے۔ اور اگر تم دنیا کی تاریخ سے واقفیت حاصل کرنا اور اس سے صحیح رنگ میں مستفید ہونا چاہو تو دنیا میں جہر کہ ایسی آنکھوں کی کھاتیاں و حالات کو دیکھو۔ قرآن کریم کے تاریخی واقعات بیان کرنے والی ہستی وہ ہے جسے کچھ دیکھتے ہیں۔ اس کا یہ بیان روایت پر مبنی ہے۔ اس لئے سمجھتے کے اعتبار سے یہ سراسر عقلی و یقینی ہے۔ اب میں ان واقعات کی بعض حکمتیں بیان کرنا چاہتا ہوں۔

(۲) قرآن کریم نے دنیا کی انبیاء کا ذکر کرنے کی طرف سے ان کا پورا احترام کیا ہے۔ اور وہ مردوں کو بھی اس کی حکمتوں کی ہے۔ یہ اسلام کی شاندار رواداری کا ثبوت ہے۔ دیگر قوموں کے انبیاء کے حالات کا ذکر کر کے حضرت مسلم کے متفق حجت کے بعد انہوں نے ان دونوں کے دل میں پیدا کرنا بھی مقصود ہے۔ کیونکہ یہ آپس کا ان پر

ایک حکیم احسان ہے۔ اس احسان کے نتیجہ میں فرقہ و دور ہو کر جتنی امن و اتحاد پیدا ہو سکتا ہے۔ دراصل اس جہر کے عقائد نے اقوام عالم میں سخت منافرت پیدا کر رکھی ہے اگر نہ منافرت دور ہو جائے تو ان میں جتنی امن و اتحاد کے قیام میں کافی مدد مل سکتی ہے۔ اور یہ کام بھی ہو سکتا ہے کہ جب سب اقوام تمام انبیاء و اولادوں کا یکجہ دل سے احترام کریں۔ اس مقام سے قبل اس کی طرف سے دنیا غافل تھی۔ اگر ساری دنیا اس امر کو اپنا مفید نظر بنائے تو آسانی کے ساتھ سب اقوام ایک پلیٹ فام پر جمع ہو سکتی ہیں۔

(۳) ان واقعات کے بیان کرنے کی ایک حکمت یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-
مَلَأْنَا قُلُوبَ عِبَادِكَ مِنْ آيَاتٍ
الْمُرْسَلَاتِ مَا نَقِيتُ بِهِ خُلُقًا
ان کے ذریعہ سے دل میں ثبات و قوت و ہمت پیدا ہوتی ہے۔ کیونکہ جب انسان یہ دیکھتا ہے کہ فاضلین کے مقابل میں انبیاء ہی ہر زمانہ میں سبقت لے جاتے رہے تو اس کا دل مضبوط ہو جاتا ہے اور اس کا ہر قسم کا خوف و ہراس دور ہو جاتا ہے۔ اور اس میں طمانیت و بالیدگی پیدا ہوتی ہے۔ ایمان ترقی کر جاتا ہے۔ اور انسان کا قدم پہلے سے زیادہ مضبوطی کے ساتھ آگے بڑھتا ہے۔ اور اس کی سب سے کم تر نعمتیں آتی۔ دشمن کا زور دیکھ کر بھی دل دور نہیں ہوتا۔ بلکہ سابقہ انبیاء کے مقابل میں ہر کوشش کرنے والوں کا انجام دیکھ کر ہمت و یقین کے لئے دلولہ و جوش قائم رہتا ہے۔

(۴) قرآن کریم کے بیان کردہ واقعات انسان کے لئے ایک ایسا آئینہ ہیں کہ جس کے ذریعہ سے وہ اپنی حقیقت کو جان سکتا ہے۔ وہ اپنے آپ کو مومن خدا کے ناز و سزا قبول کر دیکھ سکتا ہے کہ اس کا وزن و قیمت کس قدر ہے۔ اور آگاہی اس مقام سے کہ قبول کی جائے۔ یا وہ ایک ناچیز حقیقت ہے جو پھینک دینے کے لائق ہے۔ اور یہ بات ایسی ہے کہ اس کے ذریعہ سے اس کی بہت کچھ اصلاح ہو سکتی ہے۔ اور اس کی دین کی خصوصیت ترقی کر سکتی ہے۔ اس کے اندر خدا کی شہادت ہو سکتی ہے۔ دنیا دلوں پر مرد اور آخرت کو یاد پیدا ہو سکتی ہے۔

(۵) ان واقعات سے انسان کے دل میں ان بزرگوں کی محبت پیدا ہوتی ہے اور ان کے ساتھ عقول پیدا کرنے کا شوق بڑھتا ہے۔ اور اس طرح انسان اس قابل قدر نعمت غیر مردود میں داخل ہو سکتا ہے۔ کیونکہ ہر انسان جو ہر وقت حضور و مشہور کے مطابق وہ ان میں مشاغل سمجھا جاتا ہے۔ اس طرح ایک حدیث میں آتا ہے کہ اگر ہر شخص ہر

ان واقعات سے انسان کے دل میں ان بزرگوں کی محبت پیدا ہوتی ہے اور ان کے ساتھ عقول پیدا کرنے کا شوق بڑھتا ہے۔ اور اس طرح انسان اس قابل قدر نعمت غیر مردود میں داخل ہو سکتا ہے۔ کیونکہ ہر انسان جو ہر وقت حضور و مشہور کے مطابق وہ ان میں مشاغل سمجھا جاتا ہے۔ اس طرح ایک حدیث میں آتا ہے کہ اگر ہر شخص ہر

بیرونی ممالک میں جماعت احمدیہ کی تبلیغی سرگرمیاں

فقیر انور محمد ۲۱

اور ان کی جگہ شرف احمدیہ کے راستے جموں نے بیگم کے حکم سے پہلے کر تمام فرانسسینوں کو افریقہ پر اتر مہیا کیا ہے۔ (مستوفی اور اخبار المقتصد ۳ فروری ۱۹۲۵ء)

اسی طرح دہلی، پٹنہ، سیالکوٹ، گنڈک، سیمان کرنا ہے۔

معلوم ہونے لگا کہ انہوں نے اپنے عقیدے پر چکا ہے کہ وہ انگریزوں کے مسلمانوں کی زندگی میں ایک انقلاب پیدا کریں جنہی میں سال گذرے میں جہاں انہوں نے سبیاں کام شروع کیا اور اب یہ سلسلہ صرف بیگم کے ملک میں نہ پھیرا جائے بلکہ مسلمانوں کو اپنی زندگی میں ایک بھاری تادیبی پیدا کرنا ہے جماعت احمدیہ کی تبلیغی سرگرمیوں کے واسطے تمام ممالک میں جہاں وہ پہنچے ہیں ان کا نام لیا گیا ہے۔ ایک جہاں بصر کے مندرجہ ذیل نوٹ سے پتہ چکتا ہے۔

بلورٹ لوگس انگریزی جریج کے پروفیسر تھیں۔ یہ جریج اس علاقہ میں بیسویں سال سے کام کر رہے ہیں اور اس میں سن سے بھی لوگوں کو بحال بنانے کی بے حد کوشش کی ہے۔ کئی جہاں میں کام شروع کر کے گئے تو پھر نہ دیکھا کہ یہ مشن اپنا کاروبار بند کر دیا تھا۔ اس لیے عام کی تفریق بہت اعلیٰ حساب لاتی

اصولوں پر مبنی ہے۔ اس نے نوٹی وچ نہیں کر سکتی اس کے مقابلہ پر نکتہ نگاہ ہے کہ باجوہ و لالی میں مڑانی اچھی جا رہی ہے لیکن حال ہی میں احمدیہ تحریک کی طرف سے جو ملک اسلام کو پہنچے اور جو لوگوں کے علاقہ میں کافی مصلحتی سے قائم ہو چکی ہے وہ اسلام کی بہت مفید ثابت ہوئی ہے۔ فقیر کا مقصد یہ ہے کہ اس میں کئی نیاں پیدا کی جائیں تاکہ اس کی تکمیل کر سکیں۔ (اولیٰ شترنگ)

پنجاب اور اورمانیہ میں احمدیہ کی تبلیغی سرگرمیوں کا آغاز ہوا اور ان کے تبلیغی وفد ہندوستان اور دیگر اسی طرح کے علاقوں میں بھی بھیجے گئے۔

انڈیا میں احمدیہ کی تبلیغی سرگرمیوں کا آغاز ہوا اور ان کے تبلیغی وفد ہندوستان اور دیگر اسی طرح کے علاقوں میں بھی بھیجے گئے۔

انڈیا میں احمدیہ کی تبلیغی سرگرمیوں کا آغاز ہوا اور ان کے تبلیغی وفد ہندوستان اور دیگر اسی طرح کے علاقوں میں بھی بھیجے گئے۔

یہاں جماعت کے ۳۲ مساجد تعمیر کروائی گئی ہیں۔ اور ایک کونسل بھی قائم کی گئی ہے اب ہاں کے کچھ طلبہ میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ ان طلبہ میں سائٹا، جہاد اور بونو کے نوجوان شامل ہیں۔

مشرق افریقہ میں جماعت احمدیہ نے مشرق افریقہ میں بھی اپنے تبلیغی مشن قائم کیے جہاں احمدیت سے قبائل امریکن نیشنوں کا زور تھا۔ اور سادہ عوام عیسائیت کے دامِ فریب میں پھنس چکے تھے۔ اس مشن کے تحت ایک دہین سے زیادہ مبلغ جمع کرنا کامیاب رہا۔ یہاں بارہ مساجد تعمیر کی گئی ہیں۔ اور ایک اسکول کا بھی قیام ہو چکا ہے۔ ہر سال اس مشن کے زیورات اور بہت سا شیچر شائع ہوتا ہے جو یورپ اور افریقہ کے لوگوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ اور مختلف لائبریریوں میں بھی رکھا جاتا ہے۔ یہاں سے ایک سارا سوما جلی نرائن میں *Mangya Ya Mangya* شائع ہوتا ہے۔

خدا تعالیٰ کے فضل سے پروفیسرین تاج احمد سن کے ذریعہ براہ پور سے ہیں ان کا ذکر بھی مشہور نرائن میں *Tanganyika Standard* سے ہی ملاحظہ فرمائیے۔

جمہانت کی گرفت افریقہ میں کوڑ ہوئی جا رہی ہے۔ ابتدا میں جریج کو افریقہ میں پوشمات اٹھانی پڑیں۔ اس سے پہلے بڑھ کر کھن کام جریج کو اٹھانی یہ درمیان سے کوڑ لوگوں کو جمہانت پر کس طرح قائم رکھے۔ افریقہ کی جمہانت کے لیے واقعی اسی طرح بھٹی رہی تو اندیشہ ہے کہ یہ لوگ اسلام کی روشنی میں چلے جائیں گے۔ (یکم نومبر ۱۹۲۵ء)

جمہانتی حکومت جو دھری عبداللطیف صاحب کی سرکردگی میں تبلیغی مہم کے نتیجے میں جرمنی، بجا، آفریقہ، اجمیرت میں آ رہا ہے ہائیرک ہمارے مشن کا مدد مقام ہے۔ چھٹے سال میں جمہانت احمدیہ کی سبکی مسجد کا افتتاح کیا گیا ہے۔ جرمن زبان میں قرآن کریم کا ترجمہ شائع کیا جا چکا ہے۔ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ترجمہ بھی کافی تعداد میں طبع کر کے تقسیم کرنا چاہتا ہے۔ ایک جرمن نوجوان ہر عدالت کو گزرتے رہو، میں تعلیم حاصل کر کے چند سال پیشتر بطور مشنری واپس جا چکے ہیں اسی طرح سنگاپور، (ملائی) میلورڈ (سین) زبورج (سومٹور سیتو) بنگ (ہالینڈ) ٹرینیڈاد (سینٹ) ہریب (ہند) سیمون - برا - ہینیاں سقلو - چین اور - - - - - جمہانتی مشن قائم ہوئے ہیں اور ہندوستان کے بعض سے لوگوں کی توجہ احمدیت کی طرف

مہذبوں پر چکی ہے۔ اور مختلف مقامات میں رسائی و احکامات بھی تبلیغی مہم میں آ رہا ہے۔ اور اگر سے ہیں۔ چنانچہ سومٹور سیتو سے ہر سن زبان میں وی اسلام، بائبل سے ڈی زبان میں الاسلام اور سیمون سے ڈی تبلیغ اور ماہنامہ ٹوڈی شائع ہوتے ہیں۔

علاوہ ازیں جماعت نے ہسپانوی جرمن - فرانسسی - بوج - موائیل (مشرق افریقہ) فارسی - برسی - طائی - نینٹی وغیرہ زبانوں میں کثیر تعداد میں لٹریچر شائع کیا ہے۔ اور قرآن کریم کے تراجم انگریزی، فرانسسی، جرمن، ہسپانوی، ہندی، گوجری، طائی - انڈونیشین، چینی، رسی - فرانسسی - پرتگیزی - اطالوی اور ہسپانوی زبانوں میں طبع کر کے کاشمیر، جماعت احمدیہ کو بھی حاصل ہوا۔ المقتصد

مختصر یہ کہ ہماری جماعت خدا کے فضل سے باوجود غریب اور تحصیل تعداد میں ہونے کے باوجود مصلح موجود کی قیادت میں وہ کام کر رہی ہے جو مسلمانوں کے دوسرے تمام فرقے نہ کر سکتے۔ آج محض تادم و نھرت الہی کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پیغام زمین کے گوشوں تک پہنچا کر اور وہ چھوٹا سا جوش آتش کے مادہ کا تھوٹوں سے لویا گیا تھا آج ماوراء النہر تک پہنچا ہے۔ اور اندیشہ ہے کہ کبھی دہلی کے دہلی و دھول کے مطابق وہ دن قریب ہی جب کہ روئے زمین پر صرف ایک ہی مذہب اسلام ہوگا۔ اور اس کا ایک ہی فرقہ احمدیہ ہے جس کو حضرت کے ساتھ یا جیسا چاہنا۔ انشاء اللہ

یہی خدا تعالیٰ کے کاہد وعدہ جو اس نے موجودہ زمانہ کے امیر و مرسل کے ساتھ فرمایا تھا۔ یعنی

میں تیری تبلیغ کو زمین کے گوشوں تک پہنچاؤں گا

نہایت اوجھ اور اعلیٰ طور پر پورا ہوا ہے اور ہر ماہ سے اور ہر ماہ میں اس کی صداقت پر مہر ثبت کرنا گذرے گا۔ اور حضرت مسیح موعود کی بیگم کی کے مطابق احمدیت یعنی حقیقی اسلام ہی ساری دنیا کا مذہب ہوگا۔ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی ساری دنیا کا پیغمبر!

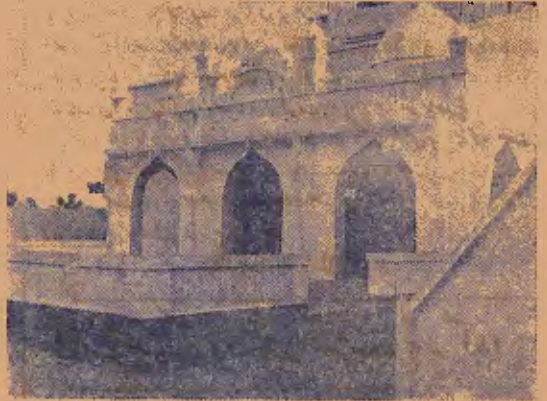
درخواستہ سائے دعا

۱۔ محترم محمد علی صاحب باگوری ایک طلبہ عرصہ سے دوسرے عارضہ سے بیمار ہے آ رہے ہیں۔ کئی قسم کے عیلاج کئے گئے۔ انفاق نہیں ہوا۔ اجاب اللہ کی صحت کا علاج عاجل کیلئے دعا فرمادیں۔ تبلیغی مہم میں ان میں مسلمانوں کی کامیابی کے لئے دعا فرمائی جائے۔

16, 23RD OCTOBER 1958.



Mohammad Zafrullah S/o
Mulvi Abdur-Rahim Badr
Ahmadi of Scenderabad
(Dn.)
(See Page 30)



Masjid Salam, East Africa,
Opened on 15th March 1957



(An Ahmadiyya Mosque In Indonesia)

AHMADIYYA MOSQUE,
SALTPOND,
GOLD COAST.

